﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءِ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد14 | جمعۃ المبارک 02/مارچ2007ء | 12/صفر 1428ہجری قمری ❁ 02/امان 1386 ہجری شمسی | شمارہ09

جنت کا راستہ

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:۔

’’اللہ سے ڈرو، پانچ وقت نماز پڑھو، ایک ماہ کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے‘‘۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 559)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

فتح اسلام اور خدا تعالیٰ کے تجلّی خاص کی بشارت اور اس کی پیروی کی راہوں اور اس کی تائید کے طریقوں کی طرف دعوت

’’رَبِّ انْفُخْ رُوْحَ بَرَکَةٍ فِیْ کَلَامِیْ ھٰذَا وَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِ۔ اے ناظرین! عَافَاکُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالدِّیْنِ۔ آج یہ عاجز ایک مدّت مدید کے بعد اُس الٰہی کارخانہ کے بارے میں جو خدا تعالیٰ نے دین اسلام کی حمایت کے لئے میرے سپرد کیا ہے ایک ضروری مضمون کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہے۔ اور مَیں اس مضمون میں جہاں تک خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے مجھے تقریر کرنے کا مادہ بخشا ہے اس سلسلہ کی عظمت اور اس کارخانہ کی نصرت کی ضرورت آپ صاحبوں پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں تا وہ حق تبلیغ جو مجھ پر واجب ہے اُس سے مَیں سبکدوش ہو جاؤں۔ پس اس مضمون کے بیان کرنے میں مجھے اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس تحریر کا دلوں پر کیا اثر پڑے گا۔ صرف غرض یہ ہے کہ جو بات مجھ پر فرض ہے اور جو پیغام پہنچانا میرے پر قرضہ لازمہ کی طرح ہے وہ جیسا کہ چاہئے مجھ سے ادا ہو جائے خواہ لوگ اُس کو بسمعِ رضا سنیں اور خواہ کراہت اور قبض کی نظر سے دیکھیں اور خواہ میری نسبت نیک گمان رکھیں یا بدظنّی کو اپنے دلوں میں جگہ دیں۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

اب مَیں ذیل میں وہ مضمون جس کا اوپر وعدہ دیا ہے لکھتا ہوں:۔

اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبّو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا تاریک زمانہ ہے کہ کیا ایمانی اور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے۔ اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے اُن کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اُس سے بکلّی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبیعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے۔ اُس کے جذبات اُس کے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنے والے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوئے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم وصلوٰۃ وغیرہ کے عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ اُن کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت وعظمت نہیں بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریّت کے رگ وریشہ سے پُر اور مسلمانوں کی اولاد کہلا کر پھر دشمنِ دین ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستعفی ہو چکتے ہیں۔ یہ مَیں نے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پھلوں سے لدی ہوئی ہے مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں بھی ہیں جو اس سے کم نہیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دنیا سے امانت اور دیانت ایسی اُٹھ گئی ہے کہ گویا بکلّی مفقود ہو گئی ہے۔ دنیا کمانے کے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی، بددیانتی، حرامکاری، دغابازی، دروغگوئی اور نہایت درجہ کی رُوبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری ہوئی خصلتیں پھیلتی جاتی ہیں اور نہایت بے رحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں اور جذبات بہیمیہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے اور جس قدر لوگ ان علوم اور قوانین مروّجہ میں چست وچالاک ہوتے جاتے ہیں اُسی قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی طبعی خصلتیں اور حیا اور شرم اور خداترسی اور دیانت کی فطری خاصیتیں ان میں کم ہوتی جاتی ہیں۔

عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اُڑانے کے لئے کئی قسم کی سرنگیں طیار کر رہی ہے اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقع اور محل پر کام میں لا رہے ہیں اور بہکانے کے نئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں اور اُس انسان کامل کی سخت توہین کر رہے ہیں جو تمام مقدّسوں کا فخر اور تمام مقربوں کا سرتاج اور تمام بزرگ رسولوں کا سردار تھا، یہاں تک کہ ناٹک کے تماشاؤں میں نہایت شیطنت کے ساتھ اسلام اور ہادئ پاک اسلام کی بُرے بُرے پیرائیوں میں تصویریں دکھلائی جاتی ہیں اور سوانگ نکالے جاتے ہیں اور ایسی افترائی تہمتیں تھیٹر کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی ہیں جن میں اسلام اور نبیؐ پاک کی عزت کو خاک میں ملا دینے کے لئے پوری حرامزدگی خرچ کی گئی ہے۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے روکنے کے لئے جس قدر پیچیدہ افترا اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُرمکر حیلے کام میں لائے گئے اور اُن کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزّہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک اُن کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُرزور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو اور اس معجزہ سے اس سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جادو کے باطل کرنے کے لئے اس زمانہ کے سچے مسلمانوں کو یہ معجزہ دیا کہ اپنے اس بندہ کو اپنے الہام اور کلام اور اپنی برکات خاصہ سے مشرف کر کے اور اپنی راہ کے باریک علوم سے بہرہ کامل بخش کر مخالفین کے مقابل پر بھیجا اور بہت سے آسمانی تحائف اور علوی عجائبات اور روحانی معارف ودقائق ساتھ دیئے تا اس آسمانی پتھر کے ذریعہ سے وہ موم کا بُت توڑ دیا جائے جو سحر فرنگ نے تیار کیا ہے۔ سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کو اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا۔ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابلہ پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو‘‘۔

(’فتح اسلام‘۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 3 تا 6)

پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ظالمانہ کارروائیاں

...... ایک قابل توجہ عدالتی فیصلہ:

ایسا نہیں کہ پاکستان کے انتہا پسند مُلّاں کسی احمدی کو ظلم اور زیادتی کا نشانہ بناتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔ان کے نزدیک اس ناپاک کام کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ معصوم احمدیوں کو جہاں تک ہوسکتا ہے، جھوٹے الزامات لگا کر اذیت کا نشانہ بناتے ہیں۔ 17/جون 2005ء کو حاصل پور، ضلع بہاولپور میں ایک مُلّاں نے 15 معصوم احمدیوں پر گستاخیِ رسول کے جھوٹے الزام میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C اور بعض اَور دفعات کے تحت مقدمہ چلایا۔ یہ مُلّاں بہاولپور سے سفر اختیار کر کے حاصل پور کے چک 192 میں وارد ہوا تھا جہاں احمدی ایک مسجد تعمیر کر رہے تھے۔اس نے لغویات بکتے ہوئے مسجد کے اندرونی حصہ کا معائنہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ یہ امر مسجد کے تقدس کے خلاف تھا، لہذا وہاں موجود احمدی احباب نے اسے باز رکھنے کی غرض سے مقامی پولیس کو مطلع کیا۔ پولیس کی طرف سے کوئی مناسب ردّعمل ظاہر نہ ہونے پر انہوں نے علاقہ کے پٹواری سے رابطہ کیا۔اس پر مُلّاں نے جب پولیس سے رابطہ کر کے FIR درج کی تو پولیس کی طرف سے اس ناپاک حرکت پر بھرپور تعاون دیکھنے میں آیا۔ پولیس نے بیک وقت 15 افراد پر گستاخی رسول کا مقدمہ درج کیا اور ان کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا۔ پولیس اہلکاروں نے ان پندرہ احمدی افراد کو لا کر تھانہ میں حاضر کیا جہاں انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس نے ان پر گستاخی رسول کی دفعہ 295/B اور 295/C دونوں عائد کرنے کے علاوہ انسداد دہشت گردی کی دفعات بھی عائد کیں۔اس کے ساتھ ہی ان کا معاملہ بہاولپور کی انسداد دہشت گردی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔اس کا مطلب تھا کہ ان تمام معصوم احمدی احباب کو اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کی خواہش میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295/B کے تحت سزائے موت، 295/A اور انسداد دہشت گردی ایکٹ کے سیکشن 7 کے تحت طویل المدت قید و بند کی سزا کا امکان تھا۔ گرفتار ہونے والوں میں 75، 78 اور 85 سالہ ضعیف العمر احمدی احباب بھی شامل تھے۔ یہ سمجھنا مشکل ہے کہ سرکار مُلّاؤں کی آلہ کار بنی ہوئی ہے یا مُلّاں سرکاری حکام کے۔

15/فروری 2006ء کے روزنامہ ڈان کی اشاعت میں شائع ہونے والا Frederik Grare (of Carnegie Endowment, Washington) کا بیان اس صورتحال کی صحیح عکاسی کرتا ہے، جس میں انہوں نے کہا: ”برصغیر پاک و ہند میں عدم تحفظ کے اصل ذمہ دار انتہا پسند عناصر نہیں بلکہ خود انتظامیہ ہے“۔ جہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے انتہا پسند، فرقہ پرست عناصر سے اس درجہ تعاون کرتے ہوں، وہاں نام نہاد روشن خیال حکومتوں کے دعوے کس قدر کھوکھلے معلوم ہوتے ہیں!!

گرفتار ہونے والے ان افراد میں سے کچھ کو بعد ازاں ضمانت پر رہا کر دیا گیا، تین افراد پھر بھی حراست میں رہے۔انسداد دہشت گردی عدالت کے جج محمد اکرم خان نے 17/جون 2006ء کو مقدمہ نمبر 21 کی سماعت کی۔حکومت کی نمائندگی پبلک پراسیکیوٹر ناصر الدین نے کی جبکہ ملزمان کی وکالت رانا سردار احمد ایڈووکیٹ نے کی۔مقدمہ چھ ماہ تک چلتا رہا اور بالآخر 21/دسمبر 2006ء کو فیصلہ سنایا گیا۔ فاضل جج نے ملزمان میں سے 12 افراد کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے بری کر دیا، جبکہ 2 افراد کو (غالبًا خوفِ فسادِ خلق سے) سال بھر کی قید سنائی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ تمام ملزمان کو، بلا استثناء گستاخی رسول کے الزامات سے بری قرار دیا گیا۔محض شرارت اور فساد کی غرض سے جھوٹے مقدمات گھڑ کے حکومت کا وقت اور پیسہ ضائع کیا گیا۔ اس نقصان کی ذمہ دار خود انتظامیہ ہے۔ اپنا فیصلہ سناتے ہوئے فاضل جج نے کہا: ”مدعی نے جس بیان میں گستاخی رسول کا الزام عائد کیا ہے، وہ بیان خود گھڑا ہوا اور غلط بیانی پر مبنی ہے، لہذا اسے ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا“۔ فاضل جج نے اپنے فیصلے میں یہ نشاندہی بھی کی کہ مُلّاں نے پولیس انتظامیہ سے اثر ورسوخ استعمال کر کے بیان میں ردّوبدل کروایا اور یوں اس کے لگائے ہوئے تمام الزامات بے بنیاد معلوم ہونے لگے۔ جہاں فاضل جج کا فیصلہ قابل قدر ہے، وہاں یہ سوال اپنی جگہ موجود ہے کہ کیا حکومت جھوٹے الزامات لگا کر پاکستان کا نام دنیا بھر میں بدنام کرانے والے ان افراد کو کیفر کردار تک پہنچائے گی یا انہیں ظلم و بربریت کی ایسی اور داستانیں رقم کرنے کو دندناتا چھوڑ دے گی۔

...... مسجد کے لئے زمین کا قضیہ:

اگست، ستمبر 2004ء میں انتہا پسند مُلّاؤں کی طرف سے ربوہ میں جماعت احمدیہ کی ملکیت ایک زمین جماعت کو لوٹائے جانے پر قضیہ کھڑا کر دیا۔اس زمین پر پولیس نے ناجائز قبضہ کر کے مسجد تعمیر کر رکھی تھی۔ انتظامیہ کے کہنے پر پولیس نے اس زمین کا قبضہ جماعت کو لوٹا دیا اور وہاں سے رخصت ہوگئے، مگر اس بات پر مُلّاں نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ان کا مطالبہ تھا کہ نہ صرف مسجد ”مسلمانوں“ (حکومت پاکستان کے قانون کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان رکھنے والی جماعت احمدیہ مسلمان نہیں) کو واپس کی جائے بلکہ پولیس چوکی بھی اسی زمین پر قائم رہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب پرویز الٰہی نے مُلّاں کی بات مان لی جو کہ سراسر لاقانونیت پر مبنی تھی۔ پاکستانی قانون کے تو خیر کیا کہنے، یہ بات شرعی لحاظ سے بھی غیر مناسب اور غلط تھی۔ وزیر اعلیٰ صاحب کے اس اقدام کی وجہ سے مُلّاں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے ملک بھر میں بشمول دارالحکومت اسلام آباد میں جہاں جی چاہا زمین پر قبضہ کیا، یہاں تک کہ سرکاری ملکیت پلاٹوں پر بھی قبضہ جمایا، ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی تعمیر کی اور وہاں سے فرقہ واریت کی تبلیغ کرنے والا طوفان بدتمیزی برپا کرنا شروع کر دیا۔ معاملہ اس حد تک بگڑا کہ روزنامہ جناح، لاہور نے 12/جنوری 2007ء میں لکھا: ”مسجدوں اور مدرسوں کی تعمیر کے نام پر زمینوں پر قبضہ روکا جائے۔ جرائم پر قابو پایا جائے: مشرف“۔اسی طرح ایک اور سرخی میں جنرل مشرف صاحب کا یہ بیان درج کیا گیا:

”لاؤڈ سپیکر خطبہ اور اذان کے علاوہ اور کسی مقصد کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے والے مواد کی اشاعت اور تقسیم پر سخت ایکشن لیا جائے گا۔“

یہ بیانات صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب نے اسلام آباد میں ہونے والی ایک میٹنگ میں دئے جو امن وامان کے قیام پر غور کے لئے بلائی گئی تھی۔

ان بیانات کی تو کیا ہی بات۔ سننے میں کس قدر بھلے معلوم ہوتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ جب تک انتہا پسندی اور فرقہ واریت پھیلانے والوں کو، لاقانونیت کی ترویج کرنے والوں کو ”قانون نافذ کرنے والوں“ کی پشت پناہی حاصل رہے گی، یہ بھڑکیلے بیانات کھوکھلے نعروں سے بڑھ کر کچھ حیثیت نہ رکھیں گے۔

(رپورٹ مرتبہ: آصف محمود باسط)

آسمانوں پہ کہیں رنگ بدلتا دیکھا
پھر وہی رنگ زمینوں پہ اُترتا دیکھا
اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے دعوے دیکھے
پھر بھی اِک بستی کو ہر سمت میں بستا دیکھا
اُن کے آ جانے پہ یہ دل ہی نہیں تھا پاگل
موسمِ گل کو بھی کچھ اور نکھرتا دیکھا
وہ مُسافر تھا ، اُسے جانا تھا ، لیکن پھر بھی
ایک اُمید پہ، اِک آس سے رستہ دیکھا
یار لوگوں نے تو پرکھا ہے عقل سے اپنی
چاند سورج نے مگر حُکم کسی کا دیکھا
چاہے جتنا بھی ہو مضبوط ارادوں کا قلعہ
ہو مقدر جو مقابل تو شکستہ دیکھا

(عطاءالقدوس طاہر، ٹورانٹو)

فرشتوں کا نزول

ہم نے دیکھا ہے آسماں سے فرشتوں کا نزول
کیا دھنک رنگ تھا ہر لحظہ مناجات قبول
اجنبی دل تھے جو سینوں میں پگھلتے دیکھے
تب یہ جانا کہ ناممکن کا بھی ممکن ہے حصول
یہ اسی دستِ دعا کا ہے اثر جلوہ نما
ورنہ ہر شام تہی دست تھی اور صبح ملول
اپنی اوقات کا اس ذات نے رکھا ہے بھرم
ورنہ ہم وہ ہیں کہ لے کوئی نہ کوڑی کے مول
ہر طرف پیار و محبت کی مہک پھیلے گی
ہم بیاباں میں لگا آئے ہیں امید کے پھول

(مرزا محمد افضل۔کینیڈا)

اعتذار وتصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 7 جلد نمبر 14 بتاریخ 16/فروری 2007ء کے صفحہ نمبر 3 کے کالم نمبر 1 پر نیچے سے دسویں لائن میں سہو کتابت سے لدھیانہ لکھا گیا ہے۔ یہ لفظ دراصل ”ہوشیارپور“ ہونا چاہئے۔

صفحہ نمبر 3 پر کالم نمبر 3 میں 20/جنوری لکھا گیا ہے جو دراصل 20/فروری 1886ء ہے۔

صفحہ نمبر 3 پر کالم نمبر 4 کی گیارھویں سطر میں سن غلط تحریر ہوگئے ہیں۔اصل عبارت یوں ہے:

1895ء میں حافظ احمد اللہ صاحب ناگپوری نے آپ کو قرآن شریف پڑھانا شروع کیا اور 7/جون 1897ء کو آپ کی آمین ہوئی۔

قارئین ان جگہوں پر درستی فرمالیں۔ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

جہاں گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونے قائم کریں وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو۔

آپ کو اس مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے جہاں اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کے لئے اور بھی بہت سے مجاہدے کرنے ہیں وہاں پردے کا مجاہدہ بھی کریں۔ جو پردہ چھوڑنے والی ہیں ان میں ایک طرح کا احساس کمتری ہے۔ احمدی عورت کو ہر طرح کے احساس کمتری سے پاک ہونا چاہئے۔

(پردہ کے اسلامی حکم سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے زرّیں ارشادات کی روشنی میں احمدی مسلم خواتین کو نہایت اہم تاکیدی نصائح)

(سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا 25/جون 2005ء بروز اتوار انٹرنیشنل سینٹر ٹورانٹو میں جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر مستورات سے خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مَیں تقریباً ابتدا سے ہی جب سے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس منصب پر فائز فرمایا ہے جماعت کو تربیتی امور کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اگر آپ اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے بچانا چاہتے ہیں تو اپنی اصلاح کی طرف بھی توجہ دیں اور اپنے بچوں کو بھی ان غلاظتوں سے بچانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے ان کے سامنے نیک نمونے قائم کریں تا کہ بچے بھی بڑوں کو دیکھ کر ایسی راہوں پر چلنے والے ہوں جو دین کی طرف لے جانے والی راہیں ہیں، جو خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی راہیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیار سمیٹنے والی راہیں ہیں اور نتیجۃً دنیا و آخرت سنوارنے والی راہیں ہیں۔

جہاں گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مردوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ نیک نمونے قائم کریں تا کہ ان کے بیوی بچے ان پر انگلی نہ اٹھا سکیں کہ اے ہمارے باپ تم تو ہمیں یہ نصیحت کرتے ہو کہ نیکیوں پر قائم ہو اور یہ یہ عمل کرو اور خود تمہارے عمل یہ ہیں جو کہ مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں، وہاں ماؤں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر وہ خدا سے پیار کرنے والی عورتیں ہیں اگر وہ خدا کا خوف دل میں رکھنے والی خواتین ہیں تو یہ نہ دیکھیں کہ مرد کیا کرتے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ ان کی اولاد ضائع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والی ہو۔ آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔ وہ مثالیں قائم کریں جو پہلوں نے قائم کی تھیں۔

جب آنحضرتؐ کے صحابہ عبادتوں میں بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرتے تھے تو صحابیات بھی پیچھے نہیں رہتی تھیں ان میں بھی ایسی خواتین تھیں جو اس نکتہ کو سمجھنے والی تھیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس سے ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔ اس کے لئے وہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر بھی عبادتیں کیا کرتی تھیں، راتوں کو جاگتی تھیں، نیند آنے کی صورت میں رسّے لٹکائے ہوتے تھے جن کو پکڑ کر سہارا لے کر عبادتیں کرتی تھیں یہاں تک کہ بعض صحابہ کو یہ شکوہ تھا کہ ان کی بیویاں ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو عبادتوں میں مشغول رکھتی ہیں۔ راتیں بھی عبادت میں گزارتی ہیں اور دن ان کے روزوں میں گزرتے ہیں اور نتیجۃً وہ مردوں کے حقوق ادا نہیں کرتیں، اپنی اولاد کے حقوق ادا نہیں کرتیں۔ آنحضرتؐ کے پاس یہ شکایات آتی تھیں کہ ان کو روکیں کہ ہمارے بھی حقوق ادا کریں اور بچوں کے بھی حقوق ادا کریں، صرف اپنی عبادتوں کی فکر نہ کریں انہی میں وقت نہ گزاریں۔ اس بات پر آنحضرتؐ نے ایسی عورتوں کو تاکید فرمائی کہ اپنے مردوں کے حقوق ادا کریں اور اپنی عبادتوں کو کم کریں۔ یہ وہ مثالیں ہیں جو ہمارے لئے نمونہ بننے والی خواتین ہمارے سامنے رکھ گئی ہیں۔ اب آپ کو بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ان عبادتوں کی ہلکی سی جھلک بھی آپ میں نظر آتی ہے۔ ہر ایک خود اپنا جائزہ لے۔ اگر نہیں تو ہمیں فکر کرنی چاہیے کہ اس مادی دنیا میں اگر عبادتوں کی طرف توجہ نہ دی تو پھر اگلی نسل جو آپ کی گودوں میں پل رہی ہے اور پلنی ہے جس نے جماعت کی ذمہ داریاں سنبھالنی ہیں، جن کو عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے چاہئیں، کیا ان نمونوں سے وہ اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہیں۔ پس اپنے مقصدِ پیدائش کو پورا کرنے کی خاطر، اپنی نسلوں کو اس مقصد کی پہچان کرانے کی خاطر ہمیں اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ مردوں کو اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ مرد کو "ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا میں نہیں ہے۔ اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنے والا ہے"۔ یعنی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کرنے والا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ مردوں کو ایسا کرنا چاہئے لیکن نیک عورت اور خدا کا خوف رکھنے والی عورت، ایک احمدی عورت اور ایمان میں مضبوط عورت کی یہ پہچان بھی ہمیں قرآنِ کریم نے بتائی ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النسآء: 35) یعنی پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ ان تاکید کی جانے والی چیزوں میں سے ایک اولاد کی تربیت بھی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اس کی غیر حاضری میں اس کے گھر اور اس کی اولاد کی نگرانی اور حفاظت کی ذمہ دار ہے۔

پس یہ تربیتِ اولاد عورت پر سب سے زیادہ فرض ہے۔ جب تک احمدی عورت اس ذمہ داری کو سمجھتی رہے گی اور اپنے بچوں کی دنیاوی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ ان سے بڑھ کر دینی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ دیتی رہے گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک نسل پروان چڑھتی رہے گی۔ بچوں نے کیونکہ زیادہ وقت ماں کے زیرِ سایہ گزارنا ہوتا ہے اس لئے ماں کا اثر بہرحال بچوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اس مغربی معاشرے میں بھی جہاں لوگوں کا خیال ہے کہ جب بچے سکول جانا شروع ہو جاتے ہیں (کیونکہ یہاں تو چھوٹی عمر میں سکول جانا شروع ہو جاتے ہیں) تو اس ماحول کے زیرِ اثر وہ ہماری باتیں نہیں مانتے۔ لیکن جائزہ لیا گیا ہے اور ایک ریسرچ ہوئی ہے جو چھپی ہوئی ہے اس میں بچوں کے کوائف لئے گئے ہیں کہ وہ اپنے والدین میں سے کس سے زیادہ متاثر ہیں، کس کی زیادہ بات مانتے ہیں۔ تو ایک بڑی تعداد کے یہ نتائج سامنے آئے ہیں کہ پندرہ سولہ سال کی عمر تک لڑکے بھی، صرف لڑکیاں نہیں، بلکہ لڑکے بھی اپنی ماؤں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کی بات کو زیادہ وزن دیتے ہیں، ان سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں، ان سے راز و نیاز کی باتیں کر لیتے ہیں جبکہ باپوں سے یہ تعلق بہت معمولی ہے لیکن اس عمر کے بعد کیونکہ مغربی معاشرے میں مرد زیادہ آزاد ہیں اور عموماً یہاں ایک عمر کے بعد دیکھا گیا ہے کہ جب بچے بڑے ہونے کی عمر کو پہنچ رہے ہوتے ہیں تو (عورت اور مرد کے تعلقات بھی خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں) اس وقت مرد بچوں کو کھینچنے کے لئے اور کچھ ماحول کے زیرِ اثر بچوں کو آزادی کی طرف چلاتا ہے اور اس وجہ سے بچے مردوں کی طرف زیادہ مائل ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ روک ٹوک نہیں کر رہے ہوتے، اس معاشرے کی گندگیوں اور غلاظتوں میں پڑنے سے باپ اپنے بچوں کو اس طرح نہیں روک رہے ہوتے اس لئے باپوں کی طرف زیادہ رجحان ہو جاتا ہے۔ لیکن اس عمر میں بھی جن ماؤں نے بچوں کو صحیح طرح سنبھالا ہوتا ہے ان کے بچوں کا رجحان ماؤں کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ تو یہ سبق جو آج پتہ لگ رہا ہے یہ سبق ہمیں پہلے ہی اسلام نے دے دیا کہ مائیں گھر کی نگران کی حیثیت سے بچوں کی تربیت کی زیادہ ذمہ دار ہیں۔ اس لئے وہ بچوں کو اپنے ساتھ لگائیں اور ان کی تربیت کا حق ادا کریں، ان کو برے بھلے کی تمیز سکھائیں۔ اگر اس صحیح رنگ میں تربیت کرنے کی وجہ سے ان کی نفسیات کو سمجھ کر ان کو برے بھلے کی تمیز سکھا کر، صحیح دین کی واقفیت ان کے ذہنوں میں پیدا کر کے ان کو سنبھالو گی تو پھر آپ اگلی نسل کو سنبھالنے والی کہلا سکتی ہیں، تب آپ اپنے خاوند کے گھروں کی حفاظت کرنے والی کہلا سکتی ہیں۔

پس ہر عورت کو اس اہم امر کی طرف بڑی توجہ دینی چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کرے اور یہ تربیت اپنے پاک نمونے قائم کرتے ہوئے ایسے اعلیٰ معیار کی ہو جس کو دیکھ کر یہ کہا جا سکے کہ ایک احمدی ماں خود بھی ایک ایسا پاک خزانہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو سمیٹنے والا ہے اور ان کی اولادیں بھی ایک ایسا پاک مال ہیں جو اپنی ماں کی تربیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مال بن چکا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر ہے، جس کی پاک تربیت کو دیکھ کر دنیا رشک کرتی ہے۔ جو کسی چیز کا اگر حرص اور لالچ رکھتا ہے تو وہ دنیاوی چیزوں کا نہیں بلکہ دین میں آگے بڑھنے کا ہے، اپنے ماں باپ کا نام روشن کرنے کا ہے، نیکیوں پر قائم ہونے کا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیتِ کریمہ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ...... الخ (التوبۃ:34) نازل ہوئی اس وقت ہم کسی سفر میں آنحضورؐ کے ساتھ تھے۔ اس پر بعض صحابہؓ نے کہا کہ یہ آیت سونا چاندی کے بارے میں اتری ہے۔ یعنی یہ سونا چاندی جب ان کو جمع کیا جاتا ہے تو بعض دفعہ ابتلاء میں ڈالنے والی چیزیں ہیں۔ صحابہ نے کہا کہ کونسا مال بہتر ہے جو ہم جمع کریں۔ تو یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ سب سے افضل (مال) ذکرِ الٰہی کرنے والی زبان ہے اور شکر کرنے والا دل اور مومنہ بیوی ہے جو اس کے دین پر اس کی مددگار ہوتی ہے۔

(جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن سورۃ التوبۃ)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت مومنہ بیوی اور مومنہ ماں بن کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو اور آنحضرتؐ نے جس طرح فرمایا ہے اس لحاظ سے بہترین مال ثابت ہو۔ ان عورتوں کی نظر میں دنیاوی مال کی کوئی حیثیت نہ ہو بلکہ ان کو اس بات پر فخر ہو کہ ہمیں آنحضرتؐ نے دین کی خدمت اور اولاد کی بہترین تربیت کی وجہ سے افضل مال قرار دیا ہے، ہمیں اب دنیاوی مالوں سے کوئی غرض نہیں۔ جب یہ سوچ

ہوگی تو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے اپنے وعدوں کے مطابق آپ کی ضروریات بھی پوری فرمائے گا اور ایسے ایسے راستوں سے آپ کی مدد فرمائے گا جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4) کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یعنی ’’جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے طور سے رزق پہنچائے گا کہ جس طور سے معلوم بھی نہ ہوگا۔ رزق کا خاص طور سے اس واسطے ذکر کیا کہ بہت سے لوگ حرام مال جمع کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کریں اور تقویٰ سے کام لیویں تو خدا تعالیٰ خود ان کو رزق پہنچاوے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ (الاعراف: 197) جس طرح پر ماں بچے کی متولّی ہوتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں صالحین کا متکفّل ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے اور اس کے مال میں طرح طرح کی برکتیں ڈال دیتا ہے۔ انسان بعض گناہ عمداً بھی کرتا ہے اور بعض گناہ اس سے ویسے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ جتنے انسان کے عضو ہیں ہر ایک عضو اپنے اپنے گناہ کرتا ہے۔ انسان کا اختیار نہیں کہ بچے۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے بچاوے تو بچ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے گناہ سے بچنے کے لئے یہ آیت ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5)۔ جو لوگ اپنے ربّ کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہوجاوے تو ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہوجاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 374 جدید ایڈیشن)

پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننا ہے جو کہ یقیناً ہر احمدی عورت کی خواہش ہے تو تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیاروں کو اُونچا کرتے ہوئے خود بھی قدم بڑھانے ہونگے اور اپنی اولاد کی بھی ایسے رنگ میں ترقی کرنی ہوگی کہ وہ آپ کے بعد آپ کا نام روشن کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور آپ کی اولاد کو بھی صالحین کی جماعت میں شامل فرمائے۔ خود آپ کا کفیل ہو، آپ کی ضروریات کو پورا کرنے والا ہو، آپ کو اور آپ کی نسل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد پورا کرنے والا بنائے اور کوئی ایسا فعل آپ یا آپ کی اولاد سے سرزد نہ ہو جو جماعت کی بدنامی کا باعث ہو۔

اس ضمن میں یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب سے رزق دینے کے بارے میں ایک اور بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں ان مغربی ملکوں میں بعض مجبوریوں کی وجہ سے بعض خواتین کو ملازمت بھی کرنی پڑتی ہے، نوکریاں کرنی پڑتی ہیں لیکن احمدی عورت کو ہمیشہ ایسی ملازمت کرنی چاہیے جہاں اس کا وقار اور تقدس قائم رہے۔ کوئی ایسی ملازمت ایک احمدی عورت یا احمدی لڑکی کو نہیں کرنی چاہیے جس سے اسلام کے بنیادی حکموں پر زد آتی ہو، جس سے آپ پر انگلیاں اٹھیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں نیک لوگوں کو، تقویٰ پر قائم لوگوں کو رزق مہیا فرماتا ہوں، ان کی ضروریات پوری کرتا ہوں۔ اگر خالص ہو کر اس کی خاطر کچھ قربانی بھی کرنی پڑے تو ایک عزم اور ارادے کے ساتھ اس پر قائم رہیں تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرماتا ہے کہ وہ ضروریات کچھ تنگی کے بعد پوری ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے، اس لئے وہ یقیناً تقویٰ پر قائم رہنے والے لوگوں کے لئے اپنا وعدہ ضرور پورا کرتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وعدہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے۔

اب پردہ بھی ایک اسلامی حکم ہے قرآنِ کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔ نیک عورتوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ حیادار اور حیا پر قائم رہنے والی ہوتی ہیں، حیا کو قائم رکھنے والی ہوتی ہیں۔ اگر کام کی وجہ سے آپ اپنی حیا کے لباس اُتارتی ہیں تو قرآنِ کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ اگر کسی جگہ کسی ملازمت میں یہ مجبوری ہے کہ جینز اور بلاؤز پہن کر سکارف کے بغیر ٹوپی پہن کر کام کرنا ہے تو احمدی عورت کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ جس لباس سے آپ کے ایمان پر زد آتی ہو اُس کام کو آپ کو لعنت بھیجتے ہوئے ردّ کر دینا چاہئے کیونکہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اگر آپ پیسے کمانے کے لئے ایسا لباس پہن کر کام کریں جس سے آپ کے پردے پر حرف آتا ہو تو یہ کام اللہ تعالیٰ کو آپ کا متولّی بننے سے روک رہا ہے۔ یہ کام جو ہے اللہ تعالیٰ کو آپ کا دوست بننے سے، آپ کی ضروریات پوری کرنے سے روک رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایمان والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے، تقویٰ پر چلنے والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ کوئی بھی صالح عورت یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کا ننگ ظاہر ہو یا جسم کے اُن حصوں کی نمائش ہو جن کو چھپانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پس آپ کو اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کے لئے اور بھی بہت سے مجاہدے کرنے ہیں وہاں پردے کا مجاہدہ بھی کریں کیونکہ آج جب آپ پردے سے آزاد ہوں گی تو اگلی نسلیں اُس سے بھی آگے قدم بڑھائیں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو‘‘۔ آپ ان ملکوں میں رہتے ہیں، دیکھ لیں اس آزادی کی وجہ سے کیا اُن کے اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم ہیں؟۔

پھر فرمایا: ’’اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عفت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں‘‘۔ آپ یہاں رہ رہے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اگر اس آزادی سے اور بے پردگی سے تمہارے خیال میں یہاں مغربی ملکوں کی عورتیں بہت زیادہ پاک ہوگئی ہیں، اللہ والی ہوگئی ہیں تو ہم مان لیتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں۔

لیکن فرمایا کہ: ’’لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا‘‘۔ فرمایا کہ جب پردہ ہوتا ہے تو وہاں بھی بعض دفعہ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن جب آزادی ملے گی تو پھر تو کھلی چھٹی مل جائے گی۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذّات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو‘‘۔ اگر تمہارے خیال میں تم پاک دامن ہو بھی تو یہ ضمانت تم کہاں سے دے سکتی ہو کہ مردوں کی اخلاقی حالت بھی درست ہے۔ اپنے پردے اتارنے سے پہلے مردوں کے اخلاق کو درست کرلو، گارنٹی لے لو کہ ان کے اخلاق درست ہو گئے ہیں پھر ٹھیک ہے پردے اتار دو۔ ’’اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے‘‘۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ بے پردہ ہو کر مردوں کے سامنے جانا اسی طرح ہے جس طرح کسی بھوکے کُتے کے سامنے نرم نرم روٹیاں رکھ دی جائیں۔ تو یہاں تک آپ نے الفاظ فرمائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ: ’’کم از کم اپنے کانشنس (Conscience) سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ اُن کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدِنظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ۔ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ (النور: 31) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا‘‘۔

فرمایا کہ: ’’فروج سے مُراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سُنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے۔........... اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 104-106 جدید ایڈیشن)

پس یہ باتیں جو مَیں زور دے کر کہہ رہا ہوں یہ میری باتیں نہیں ہیں۔ یہ اس زمانے کے حکم اور عدل کی باتیں ہیں جن کی باتیں ماننے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا یہ باتیں آنحضرتؐ کی باتیں ہیں۔ یہ باتیں قرآن کریم کی باتیں ہیں، یہ خدا کا کلام ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو ہمیں نصیحت کی ہے اگر اُن کی جماعت میں شامل رہنا ہے تو پھر ان کی بات مان کر ہی رہا جاسکتا ہے۔ پس اپنے لباس ایسے رکھیں اور اپنے اوپر ایسی حیا طاری رکھیں کہ کسی کو جُرأت نہ ہو۔ احمدی لڑکی کے مقام کو پہچانیں۔

مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان سے جو عورتیں اور بچیاں آتی ہیں انہوں نے پاکستان میں، بڑی عمر میں برقع پہنا ہوتا ہے نقاب کا پردہ کرتی ہوئی آتی ہیں، وہ یہاں آکر اپنے نقاب کیوں اُتار دیتی ہیں۔ یہاں پلی بڑھی جو بچیاں ہیں اُن کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے کہ اُس ماحول میں پڑھی ہیں جہاں سکارف لینے کی عادت نہیں رہی ہے۔ ان کو ماں باپ نے عادت نہیں ڈالی یہ بھی غلط کیا۔ لیکن بہرحال جن بچیوں کو یہاں سکارف لینے کی عادت پڑ گئی وہ ٹھیک ہے سکارف لیتی رہیں۔ لیکن جو نقاب لیتی ہوئی آئی ہیں وہ کیوں اُتار دیتی ہیں۔ جہاں تک پردے کا سوال ہے اگر میک اپ میں نہیں ہیں، اچھی طرح سکارف اگر باندھا ہوا ہے، لباس پر لمبا کوٹ پہنا ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے تاکہ آپ کا ننگ ظاہر نہ ہو، اس طرح اظہار نہ ہو جو کسی بھی قسم کی ایٹرکشن (Attraction) کا باعث ہو۔

یہ جو پردہ چھوڑنے والی ہیں ان میں ایک طرح کا احساسِ کمتری ہے۔ احمدی عورت کو تو ہر طرح کے احساسِ کمتری سے پاک ہونا چاہئے۔ کسی قسم کا Complex نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی پوچھتا بھی ہے تو کھُل کر کہیں کہ ہمارے لئے پردہ اور حیا کا اظہار ایک بنیادی شرعی حکم ہے۔ اور مَیں نے دیکھا ہے کہ جن عورتوں کو کوئی Complex نہیں ہوتا، جو پردہ کرنے والی عورتیں ہیں اس مغربی ماحول میں بھی اسی پردے کی وجہ سے اُن کا نیک اثر پڑ رہا ہوتا ہے، اُن کو اچھا سمجھا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ احساسِ کمتری اپنے دل سے نکال دیں کہ پردے کی وجہ سے کوئی آپ پر اُنگلی اُٹھا رہا ہے۔ اپنی ایک پہچان رکھیں۔ افریقہ میں مَیں نے دیکھا ہے جہاں لباس نہیں تھا اُنہوں نے لباس پہنا اور پورا ڈھکا ہوا لباس پہنا اور بعض پردہ کرنے والی بھی ہیں، نقاب کا پردہ بھی بعضوں نے شروع کر دیا ہے۔ یہاں بھی ہماری ایفرو امریکن بہنیں جو بہت ساری امریکہ سے آئی ہوئی ہیں اُن میں سے بعض کا ایسا اعلیٰ پردہ تھا کہ قابل تقلید تھا، ایک نمونہ تھا بلکہ کل ملاقات میں مَیں نے اُن کو کہا بھی کہ لگتا ہے کہ اب تم لوگ جو ہو تم پاکستانیوں کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے یا جو انڈیا سے آنے والے ہیں اُن کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے۔ اس پر جس طرح انہوں نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ یقیناً ایسا ہی ہوگا تو اس پر مجھے اور فکر پیدا ہوئی کہ پُرانے احمدیوں کے بے پردگی کے جو یہ نمونے ہیں یقیناً نئی آنے والیاں وہ دیکھ رہی ہیں جبھی تو یہ جواب تھا۔ بلکہ جب مَیں نے کہا تو اُن میں بڑی عمر کی ایک خاتون تھیں حالانکہ انہوں نے بڑی اچھی طرح چادر اوڑھی ہوئی تھی انہوں نے جو ایک اور بات کی اُس سے مجھے اور فکر پیدا ہوئی۔ وہ کہنے لگیں کہ مَیں تمہارے سامنے آتے ہوئے پردہ کر کے آؤں۔ تو مَیں نے کہا کہ پردے کا مسئلہ میرے سامنے آنے کا نہیں۔ پردے کا حکم ہر وقت سے ہے اور ہر وقت رہنا چاہئے۔ اُن کو مَیں نے یہی کہا کہ آپ عمر کے اُس موڑ پر ہیں کہ اسلام میں بڑی عمر کی عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں تو

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قرآن شریف کی اصطلاح کے رو سے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دعا اور تضرّع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت رحیم سے اگر فیض اٹھانا ہے تو ہر انسان جو عقل اور شعور رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اپنی عاجزی اور انکساری کو بڑھائے، دعا اور تضرّع اور اعمال صالحہ کی طرف توجہ کرے۔

اگر انسان صفت رحیمیت سے فیض نہیں اٹھا رہا تو پھر ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پرمعارف تحریرات وارشادات کے حوالہ سے صفت رحیمیت کی نہایت لطیف تفسیر کا روح پرور بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 9رفروری 2007ء بمطابق 9رتبلیغ 1386 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا-اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل:19)

گزشتہ چند خطبوں سے مَیں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن کا ذکر کر رہا تھا، آج مَیں صفت رَحِیْم کے تحت کچھ بیان کروں گا۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ جو قرآن کریم کی پہلی سورۃ ہے اور جسے ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی جو تیسری صفت بیان ہوئی ہے وہ اَلرَّحِیْم ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”تیسری خوبی خدا تعالیٰ کی جو تیسرے درجہ کا احسان ہے رحیمیت ہے۔ جس کو سورۃ فاتحہ میں اَلرَّحِیْم کے فقرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے خدا تعالیٰ رحیم اس حالت میں کہلاتا ہے جبکہ لوگوں کی دُعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کو قبول فرما کر آفات اور بلاؤں اور تضییع اعمال سے ان کو محفوظ رکھتا ہے“۔

(ایام الصلح ۔ روحانی خزائن جلد 14صفحہ249)

اس لفظ اور صفت کی وضاحت میں بعض علماء اور مفسرین نے جو معنے کئے ہیں وہ مَیں مختصراً بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ان کو بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے بعد یا آپ کی کسی وضاحت کے بعد کسی اور سند کی ضرورت تو نہیں ہوتی لیکن اس بیان سے یہ بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ جس کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصیرت اور بصارت عطا کی گئی تھی، وہ آپ ہی کا حصہ ہے کیونکہ آپ ہی وہ مسیح و مہدی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آئے۔ بہرحال مختصراً پہلے مفسرین اور علماء کی تفسیر پیش کرتا ہوں جس سے اس لفظ کے معانی پر روشنی پڑتی ہے۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ اَلرَّحِیْم اُسے کہتے ہیں جس کی رحمت بہت زیادہ ہو۔ اقرب الموارد کہتی ہے کہ اَلرَّحِیْم رحم کرنے والا۔ نیز یہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حُسنیٰ میں سے ہے۔ بہرحال لغوی بحث جو بھی ہے اس میں اس طرح کے ملتے جلتے معانی ملتے ہیں۔ اس لئے ان کو چھوڑتا ہوں اور بعض مفسرین کی اس لفظ کے تحت جو تفسیر بیان ہوئی ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے اس صفت کے بارے میں بیان کروں گا۔

تفسیر الجامع لاحکام القرآن۔ یہ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی کی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ الرحمٰن کے ساتھ ہی الرحیم کی صفت لانے کی حکمت بیان کرتے ہوئے محمد بن یزید کہتے ہیں کہ یہ فضل کی عطا کے بعد دوسری عطا ہے۔ اور ایک انعام کے بعد دوسرا انعام ہے۔ خدا کی رحمت کی امید رکھنے والوں کی امیدوں کو تقویت بخشنے کے لئے ہے۔ اور ایک ایسا وعدہ ہے جس کے وفا ہونے کی امید رکھنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

پھر کہتے ہیں کہ جمہور علماء کا قول ہے کہ اَلرَّحِیْم نام کے اعتبار سے عام ہے اور اپنے اظہار کے لحاظ سے خاص و مختص ہے۔

پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ ابوعلی فارسی رحمٰن کی صفت بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اَلرَّحِیْم کی صفت صرف مومنین کے حوالے سے آتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (الاحزاب:44)

عبدالمالک العرزمی کہتے ہیں کہ صفت رحیم مومنوں کو ہدایت عطا کرنے اور ان پر لطف و کرم کرنے کے لئے آتی ہے۔

ابن المبارک کہتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰن وہ ہے کہ جس سے جب بھی مانگا جائے وہ عطا کرتا ہے اور اَلرَّحِیْم وہ ہے کہ جس سے اگر نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ غَضِبَ عَلَيْهِ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اور اس سے مانگتا نہیں اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔

ایک شاعر نے اس مضمون کو اپنے الفاظ میں یوں ڈھالا ہے۔

اَللّٰهُ يَغْضَبُ اِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهٗ ☆ وَبُنَيُّ اٰدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

یعنی اللہ وہ ہے کہ اگر تُو اس سے سوال کرنا اور مانگنا چھوڑ دے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ جبکہ اس کے مقابل بعض انسانوں کا حال یہ ہے کہ اگر کوئی ان سے مانگ بیٹھے تو اس پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

تو دیکھ لیں یہی چیز ہوتی ہے۔ کوئی پیچھے پڑ جائے کوئی چیز مانگنے کے تو آخر تنگ آ کر دے تو دیتے ہیں۔ لیکن آگے سے پھر جھڑک بھی دیتے ہیں کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔

پھر انہی کے بیان میں حوالہ ہے مہدوی کا۔ کہتے ہیں کہ مہدوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں رحیم لا کر یہ بتایا ہے کہ تم رحیم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہی مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پوچھنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلرَّحْمٰن اس اعتبار سے ہے کہ وہ مخلوق میں سے ہر نیک و بد پر مہربانی کرنے والا ہے۔ اور اَلرَّحِیْم کی صفت خاص مومنوں پر رفق کرنے کے اعتبار سے ہے۔

بعض جگہ صفت رحمٰن کا بھی ذکر آ جائے گا۔ تو یہ اس لئے ضروری ہے کہ رحمٰن اور رحیم کے جو الفاظ ہیں ان کا مادہ ایک ہے۔ اس لحاظ سے مقابلہ کرنے کے لئے بعض جگہ دوبارہ دوہرایا جائے گا۔ جو ہو سکتا ہے پہلے بھی ہو چکا ہے۔

اَلرَّحْمٰن۔ علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰن کا نام اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔

جبکہ اَلرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ کے لئے بھی اور اس کے سوا بھی بولا جاتا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ پھر اس طرح اَلرَّحْمٰن برتر اور اعلیٰ ہے۔ تو پھر ادنیٰ کا ذکر اعلیٰ کے بعد کیوں کیا گیا۔ یعنی پہلے رحمٰن اور پھر رحیم۔ تو کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جو سب سے بڑا، عظیم ہوتا ہے اس سے معمولی اور سہل الحصول چیز طلب نہیں کی جاتی۔ حکایت ہے کہ کوئی شخص کسی بڑے آدمی کے پاس گیا اور کہا کہ میں ایک معمولی سے کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ جس پر اس بڑے آدمی نے کہا کہ معمولی کام کے لئے کسی معمولی شخص کے پاس جاؤ۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم رحمٰن کے ذکر پر رک جاؤ تو مجھ سے مانگنے سے جھجکتے اور شرماتے رہو گے۔ اور معمولی معمولی ضروریات مجھ سے مانگنے سے رک جاؤ گے لیکن جیسا کہ تم مجھے جانتے ہو کہ مَیں رحمٰن ہوں اور اس حوالے سے تم مجھ سے بڑی بڑی چیزیں طلب کرتے ہو۔ ویسا ہی مَیں رحیم بھی ہوں۔ پس تم مجھ سے جوتے کا تسمہ بھی طلب کرو اور اپنی ہنڈیا کا نمک بھی مانگو۔

(تفسیر کبیر از علامہ فخرالدین رازی تفسیر سورۃ الفاتحہ الفصل الثالث فی تفسیرقولہ الرحمن الرحیم جزء اول صفحہ234۔ناشر دارالکتب العلمیہ طہران ایڈیشن دوم)

پھر علّامہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ وہ رحمان ہے اس نسبت سے کہ وہ ایسی تخلیق کرتا ہے جس کی طاقت بندہ نہیں رکھتا اور وہ رحیم ہے اس نسبت سے کہ وہ ایسے افعال کرتا ہے کہ جیسے افعال کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ گویا وہ فرماتا ہے کہ مَیں رحمٰن ہوں کیونکہ تم ایک حقیر سے نطفہ کا ذرہ میرے سپرد کرتے ہو تو مَیں تمہیں بہترین شکل و صورت عطا کرتا ہوں۔ نیز مَیں رحیم ہوں کیونکہ تم ناقص اطاعت مجھے دیتے ہو مگر مَیں تمہیں اپنی خالص جنت عطا کرتا ہوں۔ (تفسیر کبیر از علامہ فخرالدین رازی تفسیر سورۃ الفاتحہ الفصل الثالث فی تفسیرقولہ الرحمن الرحیم جزء اول صفحہ235۔ناشر دارالکتب العلمیہ طہران ایڈیشن دوم)

چند بڑے بڑے مفسرین کا یہ مختصر بیان مَیں نے کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’رحیمیت اپنے فیضان کے لئے موجود ذوالعقل کے منہ سے نیستی اور عدم کا اقرار چاہتی ہے۔ اور صرف نوع انسان کے ساتھ تعلق رکھتی ہے‘‘۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14صفحہ243)

یعنی اس صفت سے اگر فیض اٹھانا ہے تو ہر انسان جو عقل اور شعور رکھتا ہے اپنی عاجزی اور انکساری کو بڑھائے اور دعا اور تضرع کی طرف توجہ کرے اور تبھی پھر فیض حاصل ہو گا۔ تکبر اور غرور اپنے اندر سے نکالو گے تبھی صفت رحیمیت سے فیض پاؤ گے۔ یعنی نیک اعمال ہوں گے تو فیض سے حصہ ملے گا کیونکہ اگر کسی بھی قسم کی بڑائی ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور انسان اُس عاجزی سے حاضر ہو ہی نہیں سکتا جو اس کے ایک عبد بننے کے لئے ضروری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا تقاضا ہے کہ اپنی ہستی کو کچھ نہ سمجھے، اپنے وجود کو کچھ نہ سمجھے، اپنی ذات کو کوئی حقیقت نہ دے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں مزید فرماتے ہیں ’’اَلرَّحِیْم یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے (اور) کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔‘‘ (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ123بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد اول صفحہ66مطبوعہ ربوہ)

یہ پہلے دو حوالے مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑھے ہیں ان کی مزید وضاحت اس حوالے سے ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

’’رحیمیت وہ فیض الٰہی ہے جو صفت رحمانیت کے فیوض سے خاص تر ہے۔ یہ فیضان نوع انسانی کی تکمیل اور انسانی فطرت کو کمال تک پہنچانے کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا، عمل صالح بجالانا اور جذبات نفسانیہ کو ترک کرنا شرط ہے۔ یہ رحمت پورے طور پر نازل نہیں ہوتی جب تک اعمال بجالانے میں پوری کوشش نہ کی جائے۔ اور جب تک تزکیہ نفس نہ ہو اور رِیا کو کلی طور پر ترک کر کے خلوص کامل اور طہارتِ قلب حاصل نہ ہو اور جب تک خدائے ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر موت کو قبول نہ کر لیا جائے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں ان نعمتوں سے حصہ ملا بلکہ وہی اصل انسان ہیں اور باقی

Ahmads Reisen
Immer einen Schritt voraus خدمت میں پیش پیش
Mohammad Ahmad Tel.: 02204-404 786 1 Fax: 02204-404 786 2
Mob: 0177-7485151 E-Mail:reisen@ahmads.de (www.reisen.ahmads.de)
وطن عزیز اور جماعتی فنکشن پر جانے والوں کے لیے خصوصی رعایت دُنیا میں کہیں بھی
بذریعہ ہوائی جہاز یا شپ جانے کے لیے جرمنی بھر میں آپ اپنے گھر بیٹھے OK ٹکٹ حاصل کریں
ایجنسی ٹکٹ فرینکفرٹ ایئر پورٹ پر ہفتہ۔ اتوار کو بھی مل سکتی ہے

لوگ تو چار پایوں کی مانند ہیں‘‘۔ (یعنی جانوروں کی طرح ہیں)۔ (اردو ترجمہ عربی عبارت از’ اعجازالمسیح ‘۔روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 95-96 ۔تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد اول صفحہ 44مطبوعہ ربوہ)

یہ جو بیان ہے اس سے پتہ لگا کہ یہ صفت جو ہے یہ انسانی فطرت کو کمال تک پہنچانے والی صفت ہے اور یہ کمال تک پہنچنے والے کون لوگ تھے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے کہ یہ دعا کرو کہ ہمیں ان کمال حاصل کرنے والے لوگوں میں شامل فرما۔ اور وہ کون لوگ تھے۔ وہ، وہ لوگ تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ یعنی منعم علیہ گروہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’چوتھا سمندر صفت اَلرَّحِیْم ہے اور اس سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کا جملہ مستفیض ہوتا ہے تا بندہ خاص انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہو جائے کیونکہ رحیمیت ایسی صفت ہے جو انعامات خاصّہ تک پہنچا دیتی ہے۔ جن میں فرمانبردار لوگوں کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔ گو (اللہ تعالیٰ کا) عام انعام انسانوں سے لے کر سانپوں، اژدھاؤں تک کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔‘‘ (کرامات الصادقین ۔ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ118۔اردو ترجمہ عربی عبارت بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد اول صفحہ 116)

صفت رحیم کی وجہ سے یہ انعام ملتا ہے۔ ان انعام یافتہ لوگوں کی تعریف اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے کہ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُوْلٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُوْلٰئِکَ رَفِیْقًا (النساء:70) اور جو لوگ بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ تو رحیمیت سے فیض حاصل کرنا بعض عمل چاہتا ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس میں سے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ اور رسول کی کامل اور مکمل اطاعت ہے تبھی انعام یافتہ ٹھہریں گے۔ عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے کی ضرورت ہے اور دوسرے نیک اعمال بجالانے بھی انتہائی ضروری ہیں۔ جن کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے جس میں نفسانی جذبات کو مکمل طور پر ترک کرنا ہے، ہر عمل وہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو، جس میں قطعاً اپنا نفس شامل نہ ہو اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بڑا مشکل کام ہے جب نفس کی قربانی دینی پڑتی ہے۔ لیکن جذبات کو کچلے بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مکمل حصہ نہیں ملتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں پھر یہ پورے طور پر نازل نہیں ہوتی۔ پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحیمیت سے حصہ پانے کے لئے اپنے نفسوں کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہمارے اعمال نیک ہیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہیں اور اس کی خاطر اپنی خواہشات اور اپنے نفسوں کو کچلنے والے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمارا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہم صرف اپنے اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اس سے مانگنے والے ہیں۔ پس اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پوری کوشش اور محنت کی ضرورت ہے۔ ایک جہاد کی ضرورت ہے تبھی نفس مکمل طور پر پاک ہو گا۔ ریا سے کامل طور پر ہمارے دل تبھی صاف ہوں گے۔ ہمارے دل خدائے ذوالجلال کی خوشنودی حاصل کرنے والے تبھی ہوں گے اور پھر جب ایسی صورت پیدا ہو جائے گی تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق اس گروہ میں شامل کرے گا جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کا گروہ ہے اور پھر اس بات کو ہم اپنی زندگیوں میں عملی طور پر دیکھنے والے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔ پھر اللہ کی اتنی نعمتیں ہوں گی کہ تم ان کا شمار بھی نہیں کر سکو گے۔

پس اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس کی رحیمیت سے حصہ پانے کے لئے ہمیں استغفار کرتے ہوئے اپنے اعمال بھی درست کرنے ہوں گے تبھی اس صفت سے فیضیاب ہو سکیں گے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر چیز پر ہیں اور کوئی ان سے باہر نہیں لیکن وہ رحمانیت کی صفت کے تحت ہیں۔ لیکن رحیمیت کی صفت سے حصہ لے کر اللہ کا ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں پر شکر گزاری کا اظہار کرنے والا بن جاتا ہے اور اس زمانے میں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق ہمیں عطا فرمائی ہے اور دوسرے اس بات کے انکاری ہیں جو کہ عملاً اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے ملنے والے انعاموں سے ہی انکار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی سے حصہ پا کر جو چاند ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں بھیجا، جو روشنی پھیلا رہا ہے اس کی بجائے جو دوسرے مسلمان ہیں وہ پیروں فقیروں کے گھروں پہ جا کر ان دیوں کو روشنی سمجھ رہے ہیں، ان سے حصہ پا رہے ہیں اور اسی وجہ سے پھر بدعتوں اور برائیوں میں پڑتے چلے جا رہے ہیں کیونکہ وہ تو روشنیاں بجھتی چلی جا رہی ہیں۔

پس اس زمانے میں ایک احمدی کو اس رحیم خدا کی رحیمیت سے حصہ لینے کے لئے اس طرح بھی سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمانیت کے صدقے احمدی گھرانوں میں پیدا کیا یا نئے شامل ہونے

والے جولوگ ہیں ان کو،ان کی دعاؤں کوقبول کرتے ہوئے اپنی رحیمیت کے صدقے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی توفیق دی۔ توان فضلوں اور نعمتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ہم شکرگزاری کریں۔ اللہ اوراس کے رسول کی کامل اور مکمل اطاعت کریں۔ اعمال صالحہ بجالائیں۔ اس کی بخشش کے ہروقت طلبگار رہیں۔ تمام دنیاوی اور دینی نعمتوں کواپنے سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کونسا فضل ہے جو اُس نے ہم پرنہیں کیا۔ ہرطرح کے انعامات سے ہمیں نوازا ہے اور پھرہمیں یہ بھی راستہ دکھادیا کہ میری بخشش مانگتے رہو کیونکہ ان چیزوں پر یعنی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے اوران کے معیار بلند کرنے کے لئے استغفار بہت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعام کی وجہ سے علم وعرفان میں یا نیکیوں میں یا روحانیت میں ترقی کے لئے عاجزی کا اظہار اور استغفار بہت ضروری ہے۔ ورنہ تکبر کا خنّاس جو ہے اچھے بھلے لوگوں کوتباہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اوپر جاتے جاتے نیچے کی طرف چلنا شروع ہو جاتے ہیں اوراس وقت وہ نیکی اور علم کچھ کام نہیں آ رہا ہوتا۔ پس رحیم خدا کی رحیمیت کے ساتھ استغفار بہت ضروری ہے۔ اوراسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رحیم کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں اکثر جگہ پر صفت غفور کے ساتھ رحیم کو استعمال کیا گیا ہے۔ پس صفت رحیمیت سے فیض پانے کے لئے اعمال صالحہ اور استغفار انتہائی بنیادی چیزیں ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے مگراس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہواوراس عمل کے متعلق اگرکوئی کمی یا نقص رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت میں فرق یہ ہے کہ رحمانیت میں فعل اور عمل کوکوئی دخل نہیں ہوتا۔ مگر رحیمیت میں فعل وعمل کو دخل ہے۔ لیکن کمزوری بھی ساتھ ہی ہے۔ خدا کا رحم چاہتا ہے کہ پردہ پوشی کرے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 126-127جدید ایڈیشن)

پس اس سے یہ بات مزید کھل گئی کہ رحیمیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غَفُوْر کو کیوں رکھا ہوا ہے۔ اس لئے تا کہ بندوں کے لئے جورحم اللہ تعالیٰ رکھتا ہے اس کی وجہ سے ان کو مغفرت کی چادر سے ڈھانپ لے اور ڈھانپتے ہوئے ان کی پردہ پوشی فرماتا رہے۔ لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ کوئی عمل ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ عمل کوئی نہ ہواورتوقع ہواللہ تعالیٰ سے پردہ پوشی کی۔ اور پھر بدیوں پہ اصرار نہیں ہونا چاہئے۔ اگرکوئی برائی ہوگئی تو پھر استغفار کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت شامل حال ہواوراس کی پردہ پوشی ہو جائے۔ توبہ کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْکُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الانعام:55) یعنی تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کردی ہے اور یہ کہ تم میں سے جوکوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھراس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو یادرکھے کہ وہ یعنی اللہ یقیناً بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو یہاں بھی وہی ایک مثال لگتی ہے جومَیں نے پہلے اُس قاتل کی دی تھی جس نے 99 قتل کئے تھے اور 100 پورے کردیئے تھے لیکن کیونکہ توبہ کا خیال آ گیا نیکی کی طرف بڑھ رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش کے سامان کردیئے۔ اللہ تعالیٰ بخشتا تو ہے لیکن یہ ہے کہ انسان توبہ کی طرف متوجہ ہو۔ پس صفت رحیم سے زیادہ سے زیادہ فیض پانے کے لئے توبہ کرتے ہوئے اس کے آگے جھکنا اور اعمال صالحہ بجالانا انتہائی ضروری ہے۔

ایک جگہ فلسفۂ دعا اور رحیمیت کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’دوسری رحمت رحیمیت کی ہے۔ یعنی جب ہم دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ قانون قدرت کا تعلق ہمیشہ سے دعا کا تعلق ہے۔ بعض لوگ آج کل اس کو بدعت سمجھتے ہیں۔ ہماری دعا کا جو تعلق خدا تعالیٰ سے ہے مَیں چاہتا ہوں کہ اسے بھی بیان کروں‘‘۔

فرماتے ہیں کہ:’’ایک بچہ جب بھوک سے بیتاب ہوکر دودھ کے لئے چلاّتا اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مارکرآ جاتا ہے۔ بچہ دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن اس کی چیخیں دودھ کو کیونکر کھینچ کرلاتی ہیں۔ اس کا ہرایک کو تجربہ ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ مائیں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں۔ مگر بچے کی چلاّہٹ ہے کہ دودھ کوکھینچے لاتی ہے۔ تو کیا ہماری چیخیں جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہوں تو وہ کچھ بھی نہیں کھینچ کر لاسکتیں؟ آتا ہے اور سب کچھ آتا ہے مگرآنکھوں کے اندھے جو فاضل اور فلاسفر بنے بیٹھے ہیں وہ دیکھ نہیں سکتے۔ بچے کو جو مناسبت ماں سے ہے۔ اس تعلق اور رشتے کو انسان اپنے ذہن میں رکھ کر دعا کی فلاسفی پر غور کرے تو وہ بہت آسان اور سہل معلوم ہوتی ہے۔ دوسری قسم کا رحم یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک رحم مانگنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ مانگتے جاؤگے ملتا جائے گا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن:61) کوئی لفّاظی نہیں بلکہ یہ انسانی سرشت کا ایک لازمہ ہے۔ مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا۔ جونہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچے کی مثال جومَیں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کرکے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ جوایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ81-82 جدید ایڈیشن)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جوسامان اپنی صفت رحمانیت کے تحت عطا فرمائے ہوئے ہیں، زندگی گزارنے کے جوانتظامات فرمائے ہوئے ہیں، یہ جو مادی سامان ہیں یہ بھی اور جو روحانی سامان ہمیں مہیا فرمایا ہے اس کے لئے بھی جیسا کہ مَیں پہلے بھی بیان کرآیا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری نعمتوں کے شکرگزار رہو کیونکہ تم نعمتوں کا شمار توکرنہیں سکتے۔ اتنی زیادہ ہیں۔ پس ان نعمتوں کا جوصفت رحمانیت کے تحت اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے تحت ان سے مزید حصہ لینے اوران کو جاری رکھنے کے لئے بھی اس کے حضور دعائیں کریں اوراس کے حقوق ادا کریں، عبادت اور اعمال صالحہ بجالائیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صفت اَلرَّحِيْم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ احسان دوسرے لفظوں میں فیض خاص سے موسوم ہے اور صرف انسان کی نوع سے مخصوص ہے۔ دوسری چیزوں کو خدا نے دعا اور تضرع اور اعمال صالحہ کا ملکہ نہیں دیا مگر انسان کو دیا ہے۔ انسان حیوان ناطق ہے اور اپنی نُطق کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ کا فیض پا سکتا ہے‘‘۔ (بولنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور اپنے بولنے سے دعائیں مانگنے سے اللہ تعالیٰ کا فیض پا سکتا ہے)۔’’دوسری چیزوں کو نُطق عطا نہیں ہوا۔ پس اس جگہ سے ظاہر ہے کہ انسان کا دعا کرنا اس کی انسانیت کا ایک خاصہ ہے جواس کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ کی صفات ربوبیت اور رحمانیت سے فیض حاصل ہوتا ہے اسی طرح صفت رحیمیت سے بھی ایک فیض حاصل ہوتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ربوبیت اور رحمانیت کی صفتیں دعا کو نہیں چاہتیں کیونکہ وہ دونوں صفات انسان سے خصوصیت نہیں رکھتیں اور تمام پرند چرند کو اپنے فیض سے مستفیض کر رہی ہیں۔ بلکہ صفت ربوبیت تو تمام حیوانات اور نباتات اور جمادات اور اجرام ارضی اور سماوی کو فیض رسان ہے‘‘۔ (جو حیوان ہیں، جاندار ہیں ان کو بھی، پودوں کو بھی، دوسری غیر جاندار چیزیں ہیں ان کو بھی بلکہ تمام کائنات میں جتنے بھی ستارے، سیارے ہیں اور جو کچھ بھی ہے وہ سب اس سے فیض پا رہا ہے)’’اور کوئی چیز اس کے فیض سے باہر نہیں۔ برخلاف صفت رحیمیت کے کہ وہ انسان کے لئے ایک خلعت خاصہ ہے‘‘۔ (انسان کے لئے ایک ایسی چیز ہے، ایک ایسا لباس ہے، ایک ایسا انعام ہے جو صرف انسان کے لئے خاص ہے)’’اور اگر انسان ہوکر اس صفت سے فائدہ نہ اٹھاوے تو گویا ایسا انسان حیوانات بلکہ جمادات کے برابر ہے‘‘۔ (اگر انسان صفت رحیمیت سے فیض نہیں اٹھا رہا تو پھر وہ انسان نہیں ہے بلکہ وہ جانور کی طرح ہے یا بلکہ بے جان چیزوں کی طرح ہے۔ پتھر اینٹ روڑے کی طرح ہے بلکہ جمادات کے برابر ہے)۔’’جبکہ خدا تعالیٰ نے فیض رسانی کی چار صفت اپنی ذات میں رکھی ہیں اور رحیمیت کو جو انسان کی دُعا کو چاہتی ہے خاص انسان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ میں ایک قسم کا وہ فیض ہے جو دعا کرنے سے وابستہ ہے اور بغیر دعا کے کسی طرح مل نہیں سکتا۔ یہ سُنّت اللہ اور قانون الٰہی ہے جس میں تخلّف جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اُمّتوں کے لئے ہمیشہ دعا مانگتے رہے............۔ حقیقت یہ ہے کہ دعا پر ضرور فیض نازل ہوتا ہے جو ہمیں نجات بخشتا ہے۔ اسی کا نام فیض رحیمیت ہے جس سے انسان ترقی کرتا جاتا ہے۔ اسی فیض سے انسان ولایت کے مقامات تک پہنچتا ہے اور خدا تعالیٰ پر ایسا یقین لاتا ہے کہ گویا آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے‘‘۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14صفحہ249-250)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صفت رحیمیت کا صحیح فہم وادراک عطا فرمائے اور ہم اسے اس کے فضل سے اپنی زندگیوں میں لاگوکرتے ہوئے، اس پر مکمل عمل کرنے والے بنیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات سے مزید حصہ پانے والے ہوں اور منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے والے ہوں۔

میراج
ہوٹل اینڈ بینکویٹ ہال لاہور
MIRAGE HOTEL LAHORE
Stay with Comfort
21 Lake Road, Old Anarkali, Lahore.
Tel: 042-7238133-35 7238126-27 Fax: 042-7246344
www.miragelahore.com
Email: reservations@miragelahore.com
Email your Reservation now!

میلبورن میں آسٹریلیا کے قومی دن کے موقع پر

جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پروقار تقریب کا انعقاد

(رپورٹ: قمر داؤد کھوکھر - مبلغ سلسلہ آسٹریلیا)

آسٹریلیا کے دوسرے بڑے شہر اور ریاست وکٹوریہ کے دارالحکومت میلبورن میں آسٹریلیا کے قومی دن کے موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے مورخہ 26 جنوری بروز جمعۃ المبارک ایک پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں ریاست وکٹوریہ کی پارلیمنٹ کے ایک مقامی ممبر، مقامی سٹی کونسل کے تین کونسلرز اور علاقے کی پولیس کے دو آفیسرز شامل ہوئے۔

آسٹریلیا میں 26 جنوری کا دن اپنے روایتی انداز میں قومی سطح پر منایا جاتا ہے اور اس دن عام تعطیل ہوتی ہے۔ حکومت کی ہر سطح پر مختلف تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے، بعض سول ایوارڈز بھی دئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مختلف تنظیمیں بھی اپنے پروگرامز ترتیب دیتی ہیں۔

جماعت احمدیہ میلبورن نے بھی اس دن کی مناسبت سے ایک پروقار تقریب کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ اور 26 رجنوری کو دن کے 11 بجے سے دوپہر ایک بجے تک ایک مقامی ہال کرایہ پر لے کر اس میں تقریب کا انعقاد کیا۔ اس تقریب کا آغاز عزیزم نیر احمد کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم خالد شکور صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ منظوم کلام "یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" خوش الحانی سے پیش کیا، جس کا انگریزی ترجمہ مکرم اسامہ احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ بعدازاں دس سال سے چھوٹی عمر کے 12 بچوں اور بچیوں نے سٹیج پر آکر آسٹریلیا کا قومی ترانہ پیش کیا۔ اس دوران تمام حاضرین بھی کھڑے ہو کر ساتھ شامل ہوئے۔ اس کے بعد افغانستان سے تعلق رکھنے والے ایک طفل عزیزم علی اعظمی نے "وطن سے محبت" کے موضوع پر اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ مَیں اپنے وطن آسٹریلیا سے اس لئے محبت کرتا ہوں کہ یہ محبت میرے ایمان کا حصہ ہے اور یہ میرا مذہبی فریضہ ہے۔

اس کے بعد معزز مہمانوں میں سے سب سے پہلے ریاست وکٹوریہ کی پارلیمنٹ کے ایک مقامی ممبر عزت مآب لیوک ڈونے لان Hon. Luke (Donnellan, MP) کو موقع دیا گیا۔ انہوں نے اس دن کی مناسبت سے حاضرین سے خطاب کیا اور جماعت احمدیہ کے اس دن کے انعقاد پر خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد مقامی سٹی کونسل (City of Casey) کے دو کونسلر حضرات، کونسلر Mick Morland اور کونسلر Rob Wilson نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کونسل کی طرف سے جماعت احمدیہ کی اس تقریب کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

علاوہ ازیں بدھ مذہب سے تعلق رکھنے والے Mr Sivarasa اور ایک دوسری سٹی کونسل (City Of Greater Dandenong) میں قائم انٹر فیتھ نیٹ ورک کی صدر Mrs Helen Heath نے بھی تقاریر کیں۔

تقریب کے اختتام پر قائم مقام صدر جماعت میلبورن نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا جس کے بعد خاکسار نے دعا کروائی اور یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ تقریب کے بعد تمام حاضرین کے لیے دعوت طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام کونسلرز اور دیگر معزز مہمان روایتی پاکستانی کھانوں سے لطف اندوز ہوئے۔

جماعت احمدیہ ناروے کے زیر اہتمام

عید ملن پارٹی کا بابرکت انعقاد

(چوہدری افتخار حسین - جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے کے حلقہ ہولملیا کے صدر مکرم سیّد مبارک شاہ صاحب نے مورخہ 9 رجنوری 2007ء کو عیدالاضحی ملن پارٹی کا اہتمام بڑے احسن طور پر کیا۔ ہال بڑے سلیقہ سے سجایا گیا۔ جماعتی لٹریچر کا سٹال لگایا گیا تھا جس میں عہد حاضر میں متنازعہ مسائل کے متعلق جماعتی کتب کو شامل کیا گیا۔

تقریب کی صدارت مکرم زرتشت منیر احمد خاں صاحب امیر جماعت ناروے نے کی۔ آپ نے مہمانانِ کرام جن میں دو میئرز، پانچ محکمہ پولیس سے، 16 کونسلرز، ڈائریکٹرز اور اسسٹنٹ ڈائریکٹرز اور دو غیراز جماعت جن میں ایک افغانی ڈاکٹر شامل تھے کو خوش آمدید کہا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم فیصل سہیل صاحب نے اختصار کے ساتھ عید ملن پارٹی کی وجہ تسمیہ بیان فرمائی۔ آپ نے جماعت کا اور جماعتی تنظیموں کا تذکرہ بھی کیا۔ آپ نے چوہدری سر محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے سامعین کو اُن کے مراتب کے متعلق بتایا اور مہمانانِ کرام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتایا کہ وہ پہلے احمدی مسلمان تھے جو ناروے تشریف لائے۔ مکرم موصوف نے فلسفۂ جہاد اسلامی نقطۂ نظر سے بیان کیا اور واضح کیا کہ جماعت احمدیہ عملی طور پر ڈائیلاگ اور قلمی جہاد کا پرچار کرتی ہے کیونکہ مذہب میں جبر کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے۔

مہمانانِ کرام کو ڈنر سے قبل ہلکی پھلکی ریفریشمنٹ پیش کی گئی اور عیدالاضحیٰ منانے کی سُنّت کے بارے میں سلائڈز دکھائی گئیں جن میں قُربانی کے گوشت کی تقسیم، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رؤیا اور باپ بیٹے کے مکالمہ کا ذکر تھا۔

حلقہ ہولملیا اوسلو شہر کا ایک مضافاتی علاقہ ہے اور اس کے باسی اکثر غیر مُلکی ہیں۔ سپورٹس کلب کے انچارج اور پولیس محکمہ کے ذمہ دار افسران نے سامعین سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مِل جُل کر کام کرنا چاہیے تاکہ باہمی اخوت پیدا ہو اور معاشرہ کے نوجوان فلاح و بہبود کا آئینہ دار بنیں۔

Hole کونسل کے میئر Mr. Per. R. Berger جماعتی پروگراموں میں خوشدلی سے شامل ہوتے ہیں۔ آپ اپنی بیگم کے ہمراہ تشریف لائے۔ آپ نے جماعت کی دعوت کا شکریہ ادا کیا اور جماعتی Moto کی بہت تعریف کی۔

کونسل Oppegård کی میئر محترمہ Sylri Graha اِسی علاقہ کی میئر ہیں جہاں تقریب منعقد ہوئی اور جس حلقہ کے صدر مکرم سید مبارک شاہ صاحب ہیں۔ موصوفہ نے جماعتی کاوش کو بہت سراہا اور فرمایا کہ ایسی تقریبات ایک دوسرے کے خیالات جاننے اور روابط بڑھانے میں بہت ممد ثابت ہوتی ہیں۔ آپ نے سامعین کو بتایا کہ اُنہیں آج معلوم ہوا ہے کہ انسانی قربانی کا مطلب کیا ہے اور رؤیا میں اصل قربانی کا مقصد و مُدعا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا Moto "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" واضح ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ بین المذاہب رواداری، ایک دوسرے کی عزت و تکریم اور الگ الگ مذہبی نقطۂ نظر رکھتے ہوئے بھی دیگر مذاہب کی عزت کرتی ہے۔ آپ نے دعوت نامہ کا اور کھانے کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ مہمانانِ کرام کو ڈنر، چائے اور کافی پیش کی گئی۔ اس تقریب میں 47 نارویجین مہمان شامل ہوئے جن میں اس حلقہ کی تمام سیاسی پارٹیز کے نمائندے شامل تھے۔ ایک لوکل اور ایک نیشنل ٹی وی چینل نے اپنی خبروں میں اسے شامل کیا۔ اسی طرح تین اخبارات نے اس کی رپورٹنگ کی۔

پروگرام کے آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب نے مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج کے دور میں ضروری ہے کہ بین المذاہب غلط فہمیاں دور ہوں اور جو غلط تأثر اسلامی جہاد کے بارے میں پایا جاتا ہے دور ہو۔ جماعت احمدیہ اِس پر یقین رکھتی ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کی جائے اور مذہبی رواداری کو فروغ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تلوار کے زور پر اسلام پھیلانے کے قائل نہیں اور قرآن کریم ایسی تعلیم کو مسترد کرتا ہے۔ ہم آزادی ضمیر پر یقین رکھتے ہیں اور یہ ہمارا مشن ہے جس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ دُعا کے ساتھ تقریب کے اختتام کا اعلان فرمایا۔

رُخصت ہوتے وقت مہمانوں نے جماعتی لٹریچر حاصل کیا۔ عید ملن پارٹی خدا کے فضل سے نہایت کامیاب ہوئی۔

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1۔ ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے۔ جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2۔ دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3۔ سورۃ فاتحہ روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں۔

4۔ ﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ﴾ (البقرۃ 251)

(ترجمہ): اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔﴾ (آل عمران: 9)

(ترجمہ): اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

(روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(ترجمہ): اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

(ترجمہ): مَیں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا ربّ ہے ہر گناہ سے اور مَیں جھکتا ہوں اسی کی طرف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، اور بہت عظمت والا ہے اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9۔ درود شریف روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں۔

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

از صفحہ نمبر 4

مکمل منہ ڈھانک کے پردہ کریں، چاہیں تو نہ کریں۔ لیکن پھر بھی ایسی حالت نہ رکھیں جس سے بلاوجہ لوگوں کو اُنگلیاں اُٹھانے کا موقعہ ملے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کی اس بات سے یہ فکر مجھے پیدا ہوئی کہ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ جب میرے سامنے ملاقات کرنے کے لئے یہاں آرہی ہوتی ہیں تو پردہ کرکے یا زیادہ بہتر پردہ کرکے آرہی ہوں۔ اگر تو آپ ملاقات کے وقت آتے ہوئے پردہ کرکے یا بُرقع پہن کر یا اچھی طرح چادر اوڑھ کے یا اچھی طرح سکارف باندھ کر اس لئے آرہی ہوں کہ ہمیں عادت پڑ جائے تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس لئے آرہی ہیں کہ میرا خوف ہے کہ مَیں نہ کچھ کہوں تو آپ کو میرا خوف کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے۔ جواب آخر میں اُس کو دینا ہے، مجھے آخری جواب نہیں دینا۔ لیکن بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جوان لڑکیوں اور خواتین کو پردہ کرنا چاہئے اور اس کے لئے بعضوں کو میں نے دیکھا ہے کہ سکارف بھی باندھا ہوتا ہے لیکن کوٹ بہت اُونچا ہوتا ہے۔ کوٹ ایسا پہنیں جو کم از کم گھٹنوں سے نیچے تک آرہا ہو۔ آپ کی ایک پہچان ہو۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آپ کی بچیوں کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور یہ بھی بتادوں کہ بچیاں اس وقت تک پردے نہیں کریں گی جب تک آپ اپنے نمونے اُن کے سامنے قائم نہیں کریں گی، مائیں ان کے سامنے اپنے نمونے قائم نہیں کریں گی۔ پس اگر آپ نے جماعت کا بہترین مال بننا ہے، خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی اُس کی پناہ میں لانا ہے، اُس کو اپنا ولی اور دوست بنانا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھنا ہے، اپنے بچوں اور بچیوں کو اس معاشرے کے گند سے بچانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی تعمیل کرنی ہوگی اس پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے اور آپ لوگ ہر معاملے میں وہ نمونے قائم کرنے والی بن جائیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزّت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات اور قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو“۔ یعنی کہ بلاوجہ پیسے خرچ نہ کرو۔ ”اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو۔ خیانت نہ کرو۔ چوری نہ کرو۔ گلہ نہ کرو۔ ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے“۔

(کشتیٔ نوح ۔روحانی خزائن جلد 19صفحہ81)

اللہ کرے کہ ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق تقویٰ پر چلنے والی ہو۔ اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کرنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے والی ہو، اپنی نسلوں کی حفاظت کی بھی ضامن ہو ۔اس مغربی معاشرے میں بہت بچ بچ کر چلنے کی ضرورت ہے، بڑے پہلو بچا کر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیشہ دعاؤں کے ساتھ اور بہت دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرتی رہیں ۔اگر آج آپ نے یہ معیار حاصل کر لئے جس میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہیں اور بندوں کے حقوق بھی ہیں تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق صالحات اور قانتات میں شمار ہوں گی، اس کے فضلوں سے بے انتہا حصہ پانے والی ہوں گی، اپنی نسلوں کی حفاظت کرنے والی ہوں گی، آپ کی گودوں میں تربیت پانے والے بچے جب اس تربیت سے پروان چڑھیں گے تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی احمدیت کے روشن مستقبل کا حصہ ہوں گی۔ احمدیت کا روشن مستقبل تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ مقدر ہے۔ یہ کسی ایک قوم یا ملک کے باشندوں سے خاص نہیں ہے۔ یہ تو تقویٰ پر چلنے والے لوگوں کے حصہ میں آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تو پاکستانی عزیز ہیں، نہ ہندوستانی عزیز، ہیں نہ یورپ کے رہنے والے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہیں، نہ افریقہ کے باشندے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تو وہی پیارا ہے جو تقویٰ پر چلنے والا ہے۔ اگر بعد میں آنے والے نومبائعین یا دوسرے ملکوں کے لوگ ایسے ہوں گے جو تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے تو وہی خدا تعالیٰ کے پیارے ہوں گے اور وہی احمدیت اور حقیقی اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرانے والے ہوں گے۔

پس اس سوچ کے ساتھ بڑی فکر کے ساتھ اور دعا کے ساتھ آپ جو یہاں بیٹھی ہیں جن میں سے اکثر بزرگوں کی اولادیں ہیں، صحابہ کی اولادیں ہیں اس سوچ کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی تربیت اور اصلاح کی کوشش کریں اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے اپنے اعمال کو درست کریں عملوں میں لگ جائیں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے ایسے لوگ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو مانا اور پاک نمونے قائم کئے ان نمونوں پر آپ چلنے والی ہوں نہ کہ ان کو ضائع کرنے والی ہوں اور آپ ہی ایسی ہوں جو آئندہ بھی جماعت کی رہنمائی کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street

London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے جلسہ تربیت کا کامیاب انعقاد

(محمد یاسین چوھدری۔ نیشنل سیکرٹری تربیت نیوزی لینڈ)

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ نے مورخہ 3/فروری 2007ء کو تربیتی جلسہ کا انعقاد بیت المقیت میں کیا۔ نماز ظہر وعصر ادا کرنے کے بعد جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی طرف سے ہر ہفتہ کے روز 30 منٹ کا پروگرام، نیوزی لینڈ کے ایک ٹی وی چینل 'ٹرائی اینگل ٹی وی' کے ذریعہ نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام جماعت کے تمام احباب نے بیت المقیت میں 3 بجے سے 3:30 بجے تک دیکھا۔ اس کے بعد جلسہ کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت شیراز الرحیم صاحب نے حاصل کی۔ اس کے بعد نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمیم ھزاری صاحب نے نہایت خوش الحانی سے پڑھی۔ خاکسار نے جلسہ کے قواعد وضوابط اور اغراض ومقاصد حاضرین کو بتائے۔

جلسہ کی پہلی تقریر جناب شکیل احمد خان صاحب نیشنل سیکریٹری مال کی تھی۔ تقریر کا عنوان تھا، ”مالی قربانی بندے کی ذاتی تربیت کا ذریعہ ہے“۔ انہوں نے قرآن وسنت کے حوالے پیش کئے۔ آپ نے کہا انسان کے جسم کا صدقہ مالی قربانی ہے۔ اور اس سے انسان کو روحانی جِلا حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد نظم جناب محمود احمد صاحب نے پڑھی۔

دوسری تقریر جناب بشیر احمد خان صاحب جنرل سیکرٹری کی بعنوان ”عہدہ داروں کی عزت“ پر تھی۔ آپ نے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں احبابِ جماعت سے کہا کہ عہدہ داروں کی عزت کرنے سے نظم وضبط برقرار رہتا ہے اور نظام جماعت احسن طریق سے چلتا ہے۔ جماعت کے عہدہ دار کوئی افسر نہیں۔ یہ تو جماعت کی خدمت پر مامور ہیں۔ آپ نے عہدہ داروں اور غیر عہدہ داروں دونوں کو ایک دوسرے کی عزت کرنے اور ایک دوسرے سے دلی محبت پیدا کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد لجنہ اور ناصرات نے مل کر لجنہ ہال سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھی۔ تیسری تقریر جناب محمد اقبال صاحب سیکرٹری اشاعت کی بعنوان ”بڑوں کی عزت“ کرنے پر تھی۔ آپ نے تاریخِ اسلام کے نہایت عمدہ حوالے پیش کئے۔ آپ نے کہا ماں باپ کی عزت اور بزرگوں کی عزت سے یہ دنیا جنت بن سکتی ہے۔ اور اخروی زندگی میں بھی انسان کو پھل مل سکتا ہے۔ اس کے بعد چائے کا وقفہ تھا۔

وقفہ کے بعد خاکسار نے ”عبادات اور ذکرِ الٰہی“ کے موضوع پر تقریر کی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ نماز عبادت کا پہلا اور ضروری عنصر ہے۔ اس کے بعد قرآنِ پاک کی باقاعدہ تلاوت، درود شریف کا کثرت سے پڑھنا، استغفار کا وِرد کرنا، قرآنی دعائیں پڑھتے رہنا، عبادات اور ذکرِ الٰہی ہیں۔ خاکسار نے گزارش کی کہ دین کی باتیں اجلاسات میں ایک دوسرے سے share کرنا بھی ذکرِ الٰہی ہے۔ خاکسار نے قرآن اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے بیان کئے اور حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب ”ذکرِ الٰہی“ کے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ خاکسار نے حاضرینِ جلسہ سے کہا کہ یہ کتاب ضرور پڑھیں۔ اس میں آپ کو خدا سے محبت کے طریق ملیں گے۔ اس کے بعد واقفینِ نو بچیوں نے لجنہ ہال سے قصیدہ حضرت مسیح موعو علیہ السلام پڑھا۔

مبارک احمد خان صاحب سیکرٹری تعلیم وتبلیغ نے ”اسلام میں ازدواجی تعلقات“ کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے ازدواجی تعلقات کے بارہ میں قرآن اور سنت کے کچھ حوالے پیش کئے۔ جماعت میں ہی شادی کرنے کے دُوررس نتائج بیان کئے اور بتایا کہ ازدواجی تعلقات کی بہتری میں دعا انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اس کے بعد ”سوالات و جوابات“ کا سلسلہ شروع ہوا۔ لجنہ ہال سے چھوٹی بچیوں کے ذریعہ لجنہ نے تحریری سوالات روانہ کئے۔ مردانہ ہال سے بھی سوالات کئے گئے۔ اِن سوالات کے جوابات نیشنل صدر ڈاکٹر محمد سہراب صاحب، مبارک احمد خان صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم وتبلیغ، شریف احمد صاحب اور خاکسار نے دیئے۔ زیادہ تر سوالات تربیتی پہلو پر تھے۔

اس کے بعد تقسیمِ انعامات کی تقریب منعقد ہوئی جس میں مردانہ ہال میں جناب نیشنل صدر صاحب نے انعامات دیئے جبکہ لجنہ ہال میں صدر لجنہ اماءاللہ نے لجنہ ءاور ناصرات میں انعامات تقسیم کئے۔ اس تربیتی ہفتہ کے دوران زیرِ بحث آنے والے سوالات کے جوابات تیار کئے گئے جو کہ صدر لجنہ اماءللہ نے لجنہ کو اور صدر انصاراللہ نے انصار کو ایک کتابچہ کی شکل میں دیئے۔

خاکسار نے شرکاء تربیتی جلسہ و تربیتی ہفتہ، تربیتی ٹیم اور انتظامیہ، ڈیوٹی دینے والوں اور تربیتی موضوعات کی تیاری کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ خدا تعالیٰ ہماری اس حقیر کوشش کو اپنے ہاں قبول فرمائے (آمین)۔

اختتامی خطاب جناب نیشنل صدر صاحب نے کیا۔ آپ نے حاضرین کو نصائح کیں۔ تقاریر کے اعلیٰ معیار کو سراہا۔ آپ نے کہا کہ اس دفعہ تربیتی سرگرمیوں میں حاضری بھی اچھی رہی ہے اور احباب نے کافی دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے۔ نیشنل صدر صاحب نے کہا تربیتی ٹیم نے دن رات محنت کی اور کافی وقت دیا۔ خدا تعالےٰ احسن جزا سے نوازے (آمین)۔ نیشنل صدر صاحب نے دعا کروائی۔

رات کے کھانے کا بھی انتظام تھا جو کہ شعبہ ضیافت نے تیار کیا ہوا تھا۔ کھانے کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ اس کے بعد جلسہِ تربیت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

احبابِ جماعت سے گزارش ہے کہ جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تعدّد ازدواج

(طیبہ حبیب ۔ کینیڈا)

اسلام دین فطرت ہے اس کی تمام تر تعلیمات انسانی فطرت کے سبھی تقاضوں کو پورا کرتی ہیں ۔اس کا ایک ایک اصول فطرتِ انسانی کے تقاضوں کے عین مطابق ہے ۔نسلِ انسانی کی بقا اور پُرامن عائلی زندگی کی ضمانت مہیا کرنے کے لئے اسلام نے جو طریق بتایا ہے وہ ''فَانْكِحُوْا'' ہے۔

نکاح

فقہاء کی اصطلاح میں نکاح کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے :اَلنِّكَاحُ فِی الشَّرْعِ عَقْدٌ مَدَنِیٌّ لَفْظِیٌّ اَوْ خَطِّیٌّ بَیْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ بَالِغَیْنِ رَاشِدَیْنِ یَحْفَظَانِ بِهٖ عَلَیْهِمَا عِفَافَهُمَا وَصَلَاحَهُمَا ثُمَّ یَنْشَأَنِ مِنْهُ اُسْرَةً۔

(الاسرة فی الشرع الاسلامی صفحہ 78)

یعنی نکاح ایک تمدنی معاہدہ ہے جو عاقل بالغ مرد اور عاقلہ بالغہ عورت آپس میں زبانی یا تحریری طور پر کرتے ہیں اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی عفت کی حفاظت کریں اور بھلائی کا سامان کر کے ایک گھر آباد کریں تا کہ اس سے کنبہ کی بنیاد پڑے۔

(منقول از فقہ احمدیہ حنفیہ مشتمل براحکام شخصیہ صفحہ16)

نکاح کے بارہ میں اسلامی تعلیم

ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرَجِ ۔یعنی تم میں سے جو شادی کی توفیق رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شادی کرے کیونکہ شادی نظر نیچی رکھنے اور پاکدامن رہنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(فقہ احمدیہ صفحہ17)

ایک اور حدیث کے مطابق ''لَا رَهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَام ''یعنی اسلام میں مجرد رہنے اور دنیا ترک کر دینے کی کوئی ہدایت نہیں اور نہ ہی اس کے پسندیدہ ہونے کی کوئی سند ہے۔(فقہ احمدیہ صفحہ16)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ نکاح میری سنّت ہے اور جو شخص میری سنّت کو ترک کرتا ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

مقاصد نکاح

قرآن مجید میں شادی شدہ مرد کو مُحْصِنْ اور عورت کو مُحْصِنَہ کہہ کر یہ واضح کرتا ہے کہ تحفظ عفّت اور تقویٰ شعاری کے ساتھ ساتھ نسلِ انسانی کی بقا کی خاطر کنبہ کی بنیاد ہی دراصل نکاح کا مقصد ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی نکاح سے مندرجہ بالا ضرورتیں پوری نہ ہوسکیں یا ان میں سے کچھ پوری نہ ہو رہی ہوں تو اس کا کوئی حل بھی ہے؟

سورۃ النساء کی یہ آیت اس سوال کا یقینی جواب ہے۔وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ۔ذٰلِكَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔

(سورۃ النساء :4)

اگر تمہیں (یہ) خوف ہو کہ تم یتیموں (کے بارہ) میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو (صورت) تمہیں پسند ہو (کرلو، یعنی) دو دو سے ،تین تین (سے) اور چار چار سے نکاح کرلو۔لیکن اگر تمہیں (یہ) خوف ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی (عورت) سے یا ان (لونڈیوں) سے جو تمہارے ہاتھوں میں ہیں نکاح کرو۔ یہ (طریق اس بات کے) بہت قریب ہے کہ تم ظالم نہ ہو جاؤ۔

یہاں یہ امر بہت واضح کر دیا گیا ہے کہ اجازت مشروط ہے عدل کی شرط کے ساتھ۔

خاوند کے لئے بیوی کو حق مہر کی صورت میں مالی منفعت دینے کا حکم ہے ۔ایک سے زائد نکاح کی اجازت کے ساتھ ہی وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (سورۃ النساء :5) (عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی سے ادا کرو) کا حکم دے کر مرد کی توجہ اس طرف بھی مبذول کروادی کہ اپنی مالی حالت پر بھی نظر رکھے کیونکہ کوئی نکاح حق مہر کے بغیر نہیں ہوسکتا اور زیادہ بیویاں ہوں گی تو ظاہر ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق مہر ادا کرنا مرد کی ذمہ داری ہوگی۔

حکم یا اجازت

ارشاد ربانی ہے:

وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ۔ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ۔ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ۔وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا(النساء:128)

اور لوگ تجھ سے (ایک سے زیادہ) عورتوں (سے نکاح) کے متعلق (احکام) دریافت کرتے ہیں تو (ان سے) کہہ کہ اللہ تمہیں ان کے متعلق اجازت دے چکا ہے اور جو حکم (اس) کتاب میں (دوسری جگہ) تمہیں پڑھ کر سنایا گیا ہے وہ اُن یتیم عورتوں کے متعلق ہے جنہیں تم ان کے مقرر کردہ حق ادا نہیں کرتے مگر ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور (نیز) کمزور بچیوں کے متعلق ہے۔اور (تمہیں یہ حکم دیا گیا تھا) کہ یتیموں کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرتے رہو اور جو نیک کام بھی تم کرو (یاد رکھو کہ) اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِیْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَیْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ (النساء:130)

اور خواہ تم (عدل کرنے کی کتنی بھی) خواہش کرو (تو بھی) تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے ۔ پس تم بالکل (ایک ہی کی طرف) نہ جھک جاؤ (جس کا نتیجہ یہ ہو) کہ اس (دوسری) کو (درمیان میں) لٹکتی ہوئی (چیز) کی مانند چھوڑ دو۔

گویا ''ظاہری مساوات نہ کرنے کی صورت میں تعدد ازدواج سے منع کیا گیا ہے''۔

(تفسیر صغیر حاشیہ صفحہ130)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن کریم میں دو دو ،تین تین، چار چار کرکے ہی آ رہے ہیں مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہو سکے اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جائے ،یا آمدنی کم ہو اور یا قوائے رجولیت ہی کمزور ہوں تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہئے ۔ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلاء میں نہ ڈالے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرۃ:191)

(ملفوظات جلد اول صفحہ154جدید ایڈیشن)

تعدّد ازدواج اور دوسرے مذاہب

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''آریوں کے ہاتھ میں آج کل مسلمانوں کے برخلاف غلط فہمی پھیلانے کے واسطے صرف تعدد ازدواج ہی کا مسئلہ رہ گیا ہے جس پر یہ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کی حکمت اور حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اعتراض کئے جاتے ہیں ۔ حالانکہ موجودہ زمانہ پکار اٹھا ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ واقعی تعدد ازدواج کی ضرورت ہے۔آریوں نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا ہے ۔غرض ضرورت کا احساس تو سب نے کر لیا ہے باقی رہی یہ بات کہ اس ضرورت کو ہم نے کس رنگ میں پورا کیا اور آریوں نے اس کو پورا کرنے کی کیا راہ سوچی ۔سو وہ تعداد ازدواج نیوگ ہے۔اب ان دونوں باتوں کا مقابلہ کر کے دیکھیں کہ کونسی راہ اچھی ہے''۔

(ملفوظات جلد 5صفحہ463 جدید ایڈیشن)

''عیسائیوں کی طرح ان کے ہاتھ میں بھی اعتراض ہی اعتراض ہیں۔ اسلام پر کثرت ازدواج کا اعتراض کرتے ہیں حالانکہ کرشن کی کئی ہزار بیویاں تھیں''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ625 جدید ایڈیشن)

عیسائیت کی تعلیم کے مطابق ''جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے ۔اور جو شخص شوہر کی چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے''۔(لوقا باب16آیت18)

نیز ''کوئی اپنی جوانی کی بیوی سے بے وفائی نہ کرے کیونکہ خداوند اسرائیل کا خدا فرماتا ہے مَیں طلاق سے بیزار ہوں اور اس سے بھی جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے ۔ ربّ الافواج فرماتا ہے اس لئے تم اپنے نفس سے خبردار رہو تا کہ بیوفائی نہ کرو''۔(ملاکی باب2آیت16)

عیسائیت میں مرد اور عورت ہر دو کے لئے نہایت ہی سخت الفاظ میں طلاق کی ممانعت کی گئی ہے ۔مگر آج کیا ہو رہا ہے؟ اسلام بھی طلاق کو ناپسند حلال تو کہتا ہے مگر عیسائیت کی طرح کی سخت پابندی ہر گز نہیں لگاتا ۔آج مغربی معاشرہ میں جس طرح طلاق عام ہوگئی ہے اس نے بچوں کا مستقبل بہت غیر محفوظ کر دیا ہے ۔کل کے ان معماروں کی شخصیتوں میں بے اندازہ انتشار بھر دیا گیا ہے ۔مگر اسلام کی زائد بیویاں کر لینے کی اجازت کا ہی کمال ہے کہ تاریخ اسلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جنگوں میں کام آجانے والے مردوں کی بیواؤں اور بچوں کو چھت مہیا کر کے ثواب کمانے کے لئے شادی کی پیشکش کر دی جاتی ۔ اس طرح معصوم یتیم محفوظ ہاتھوں میں آجاتے ۔ نہ ماں سے علیحدگی کی صورت ہوتی اور نہ نان ونفقہ کا فکر۔

بائبل کے مطابق ''رحبعام''ابی سلوم کی بیٹی معکہ کو اپنی سب بیویوں اور حرموں سے زیادہ پیار کرتا تھا (کیونکہ اس کی اٹھارہ بیویاں اور ساٹھ حرمیں تھیں ۔اور اس سے اٹھائیس بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں)۔

(2تواریخ باب 11آیت 21)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جاننا چاہئے کہ **بائبل کی رو سے** تعدد نکاح نہ صرف قولاً ثابت ہے بلکہ بنی اسرائیل کے اکثر نبیوں نے جن میں حضرت مسیح کے دادا صاحب بھی شامل ہیں عملاً اس فعل کے جواز بلکہ استحباب پر مہر لگا دی ہے ۔اے ناخدا ترس عیسائیو!اگر ملہم کے لئے ایک ہی جورو ہونا ضروری ہے تو پھر کیا تم داؤد جیسے راستباز نبی کو نبی اللہ نہیں مانو گے یا سلیمان جیسے مقبول الٰہی کو ملہم ہونے سے خارج کردو گے''۔(آینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد 5صفحہ283)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تعدد ازدواج کے بارہ میں عیسائی تعلیمات کے ذکر ہی میں فرماتے ہیں:

''اسی طرح پر تعدّد ازدواج کے مسئلہ پر اعتراض کر دیتے ہیں مگر مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان نادانوں نے یہ اعتراض کرتے وقت اس بات پر ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ اس کا اثر خود ان کے خداوند پر کیا پڑتا ہے۔ مجھے سخت رنج آتا ہے جب مَیں دیکھتا ہوں کہ پادریوں کے اس اعتراض نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت حملہ کیا ہے کیونکہ جس کے گھر میں حضرت مریمؑ گئی تھیں اس کے پہلے بیوی تھی ۔ پھر یہ اولاد کیسی قرار دی جائے گی ۔علاوہ ازیں جبکہ مریمؑ نے اور اس کی ماں نے یہ عہد خدا کے حضور کیا تھا کہ اس کا نکاح نہ کروں گی''۔

(ملفوظا ت جلد دوم صفحہ73 جدید ایڈیشن)

نیز آپؑ فرماتے ہیں:

''مریم کی ماں نے عہد کیا تھا کہ وہ بیت المقدس کی خدمت کرے گی اور تارکہ رہے گی، نکاح نہ کرے گی ۔اور خود مریم نے بھی یہ عہد کیا تھا کہ مَیں ہیکل کی خدمت کروں گی ۔ باوجود اس عہد کے پھر وہ کیا بلا اور آفت پڑی کہ یہ عہد توڑا گیا اور نکاح کیا گیا ۔اُن تاریخوں میں جو یہودی مصنفین نے لکھی ہیں اور باتوں کو چھوڑ کر بھی اگر دیکھا جاوے تو یہ لکھا ہے کہ یوسف کو مجبور کیا گیا کہ وہ نکاح کر لے اور اسرائیلی بزرگوں نے اسے کہا کہ ہر طرح تمہیں نکاح کرنا ہوگا۔

اب اس واقعہ کو مدنظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر اعتراض واقع ہوتے ہیں:

اول: جب عہد باندھا گیا تھا تو پھر خدا کی ماں اور نانی نے اپنے عہد کو کیوں توڑا؟

دوم: جبکہ عیسائیوں کے نزدیک کثرت ازدواج زناکاری ہے تو وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں کہ یوسف کی پہلی بیوی بھی تھی اور مریم دوسری بیوی تھی ۔کیا وہ اپنے آپ یہ الزام اپنی مقدس کنواری پر قائم نہیں کرتے؟

سوم: جبکہ حمل ہو چکا تھا تو پھر حمل میں نکاح کیوں کیا گیا؟

(ملفوظات جلد 2صفحہ 123 جدید ایڈیشن)

آسان الفاظ میں کہیں تو یہی مطلب بنتا ہے کہ عیسائیت میں بھی دوسری شادی یا زیادہ بیویوں کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ مریم کی شادی نہ کرنے کے ارادہ کو دیکھ کر یوسف نے شادی کر لی تھی مگر بعد میں مریم بھی ان کی بیوی بنیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شادیاں کیں ان میں حضرت عائشہؓ کے علاوہ سب بیوہ یا مطلقہ تھیں۔ موجودہ عیسائیت بیوہ یا مطلقہ کی شادی سے منع کرتی ہے حالانکہ بائبل ہی سے بیوہ کی شادی کا ثبوت بھی مل جاتا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام سے یہ سوال کیا گیا ''اے استاد موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر کوئی بے اولاد مر جائے تو اس کا بھائی اس کی بیوی سے بیاہ کرلے اور اپنے بھائی کے لئے نسل پیدا کرے۔ اب ہمارے درمیان سات بھائی تھے اور پہلا بیاہ کر کے مر گیا اور اس سبب سے کہ اس کی اولاد نہ تھی اپنی بیوی اپنے بھائی کے لئے چھوڑ گیا اور اسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی ساتویں تک۔ سب کے بعد وہ عورت بھی مر گئی۔ پس قیامت میں ان ساتوں میں سے کس کی بیوی ہوگی؟'' (متی باب 22 آیت 24)

یہاں یہ بھی مدنظر رہنا چاہئے کہ یہ ہرگز نہیں کہا گیا کہ اگر بھائی غیر شادی شدہ ہو تو اپنے بھائی کی بیوہ سے شادی کرلے بلکہ بھائی کے لئے نسل پیدا کرنے کے الفاظ ہیں۔ گویا اپنے لئے نسل پیدا کرنے والی تو اسی کی بیوی ہوگی۔ یعنی حضرت موسیٰ کی تعلیمات میں بھی کثرت ازدواج سے یا بیوہ سے شادی کرنے سے منع نہیں کیا گیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف سیرت خاتم النبیین کے صفحہ 445 پر فرماتے ہیں:

''تعدد ازدواج کی اجازت دینے میں اسلام اکیلا نہیں ہے بلکہ دنیا کے اکثر مذاہب میں تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی ہے۔ مثلاً **موسوی شریعت** میں اس کی اجازت ہے''۔

(استثناء باب 21آیت 15. سلاطین باب 11آیت 3)

بنو اسرائیل کے بہت سے انبیاء اس پر عملاً کاربند رہے ہیں۔ (حضرت ابراہیمؑ، حضرت یعقوبؑ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ وغیرہ)۔

ہندوؤں کے مذہب میں تعدد ازدواج کی اجازت ہے۔ (منو 9/122، 9/149، 9/183) اور کئی ہندو بزرگ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے رہے ہیں۔ مثلاً کرشن جی تعدد ازدواج پر عملاً کاربند تھے۔ (سری کرشن مصنفہ لالہ جپت رائے صفحہ 97-98)

اور ہندو راجے مہاراجے تو اب تک تعدد ازدواج پر قائم ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی کوئی قول تعدد ازدواج کے خلاف مروی نہیں ہے۔ اور چونکہ موسوی شریعت میں اس کی اجازت تھی اور عملاً بھی حضرت مسیح ناصریؑ کے زمانہ میں تعدد ازدواج کا رواج تھا اس لئے ان کی خاموشی سے یہی نتیجہ نکالا جائے گا کہ وہ اسے جائز سمجھتے تھے۔ پس اسلام نے اس میں کوئی جدّت نہیں کی البتہ اسلام نے یہ کیا کہ تعدد ازدواج کی حد بندی کر دی اور اسے ایسی شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا کہ افراد اور اقوام کے استثنائی حالات کے لئے ایک مفید اور بابرکت نظام قائم ہو گیا''۔

آج مغربی معاشرہ دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا مگر شادی کے بغیر جنسی تعلقات کو برداشت کر لیتا ہے۔ اسی غیر شادی شدہ ملاپ کا نتیجہ AIDS جیسی مہلک بیماری ہے۔

تعدد ازدواج کی اجازت میں حکمت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قرآن شریف کا منشاء زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک، دو، تین، چار عورتوں تک نکاح کرلو۔ لیکن اگر ان میں عدل نہ کرسکو تو پھر یہ فسق ہوگا اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے''۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 49-50جدید ایڈیشن)

یہ کہنا کہ اسلام چار شادیوں کا حکم دیتا ہے سرے سے ہی غلط ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ معاشرہ کو برائی سے بچانے کے لئے بہت سی شرائط اور قیدوں کے ساتھ یہ محض اجازت ہے اور اجازت اور حکم دو الگ الگ چیزیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''شریعت نے اسے بطور علاج کے ہی رکھا ہے کہ اگر انسان اپنے نفس کا میلان اور غلبہ شہوات کی طرف دیکھے اور اس کی نظر بار بار خراب ہوتی ہو تو زنا سے بچنے کے لئے دوسری شادی کرلے لیکن پہلی بیوی کے حقوق تلف نہ کرے''۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 49 جدید ایڈیشن)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس بارہ میں فرمایا:

''کثرت ازدواج کا ہی مسئلہ لے لو۔ ہم یہ مان لیتے ہیں کہ ساری دنیا ایسا نہیں کرسکتی اس لئے کہ بعض ملک ایسے ہیں جن میں کچھ مرد زیادہ ہیں۔ بعض ملک ایسے ہیں جن میں کچھ عورتیں زیادہ ہیں اور بعض ملک عورتوں اور مردوں کی تعداد کے لحاظ سے مساوی ہیں۔ اب اگر عورتیں ایک دو فیصدی بھی زیادہ ہوں تو بہرحال تھوڑے لوگ ہی زیادہ شادیاں کرسکتے ہیں، ہر ایک نہیں کرسکتا۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ حکم ہے یا ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ قرآن کریم اسے حکم قرار نہیں دیتا بلکہ اجازت قرار دیتا ہے۔ اور جب یہ اجازت ہے تو جو لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہوں گے وہی اس پر عمل کریں گے، دوسرے نہیں''۔

(تفسیر کبیر (سورۃ المومنون) جلد 6صفحہ 211)

اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے دنیا میں مرد و عورت کی تعداد کا تناسب یہ بھی تو ثابت کرتا ہے کہ وہ خدا جس نے دنیا کو اس کی تمام تر ضرورتوں کے مطابق پیدا کیا اس نے کیوں عورتوں کی تعداد چار گنا نہیں رکھی؟ کیوں ایک حکم دے کر اس پر عمل کے سامان مہیا نہیں فرمائے؟ ایسا نہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یہ حکم نہیں ہے۔

نہایت ہی دُکھ کا مقام ہے کہ صرف اسلام دشمنی میں حقائق سے نظریں چُرا کر اسلام کی درخشندہ پیشانی پر اعتراضات لگانے والے یہ سوچتے ہی نہیں کہ دوسرے مذاہب میں کسی نہ کسی رنگ میں تعدد ازدواج کی مثالیں موجود ہیں۔ ہاں بیویوں کو ایک مقررہ تعداد سے نہ بڑھا سکنے کا حکم صرف اور صرف اسلامی تعلیم کا حصہ ہے۔

اجازت ھٰذا کے فوائد

تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک جرمن مسلمان عورت کا ذکر کرتے ہوئے ایک دلچسپ واقعہ بیان فرمایا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے بیان کیا کہ:

''ایک دفعہ ایک پادری نے تعدد ازدواج کے خلاف تقریر کی تو مَیں نے کہا کہ تم بڑے بیوقوف ہو۔ عورت تو مَیں ہوں، سوکن مجھ پر آنی ہے یا تم پر آنی ہے۔ مجھے تو سوکن آنے پر کوئی اعتراض نہیں اور تم خواہ مخواہ چڑتے ہو۔ مَیں تو اسلام کے اس حکم کو غنیمت سمجھتی ہوں کیونکہ اسلام نے گو مرد کو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دی ہے مگر ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ہے کہ انہیں ایک جیسا کھانا کھلاؤ، ایک جیسے کپڑے دو اور ایک جیسا مکان دو۔ جب یہ چیز موجود ہے تو عورتوں کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ ہم کورٹ شپ کے بعد شادی کرتے ہیں مگر دو سال تک کورٹ شپ کرنے کے بعد پھر بھی لڑائی ہو جاتی ہے۔ اگر تعدد ازدواج کی صورت میں میرا خاوند مجھ سے لڑے گا تو اتنا تو ہوگا کہ ایک مکان میرا ہوگا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا مکان میری سوکن کا ہوگا اور اس کے ساتھ تیسرا مکان میری تیسری سوکن کا ہوگا۔ مَیں شام کے وقت خاوند کا بازو پکڑوں گی اور اسے دوسرے گھر میں دھکیل دوں گی اور کہوں گی کہ سارا دن مَیں نے تیرا منحوس منہ دیکھا ہے اب دوسری بیوی تیرا منہ دیکھے۔ اگر یہ ہوتا کہ کورٹ شپ کی وجہ سے ہماری کبھی لڑائی ہی نہ ہوتی تو پھر تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن جب ہماری بھی لڑائیاں ہوتی ہیں تو پھر اسلام کی اس اجازت سے اتنا تو فائدہ ہوسکتا ہے کہ جب خاوند کی عورت سے لڑائی ہو تو وہ اس کا بازو پکڑ کر اسے دوسری بیوی کے گھر میں دھکیل دے اور خود اس کا غصّہ والا چہرہ سارا دن نہ دیکھتی رہے''۔

(تفسیر کبیر (سورۃ الحج) جلد 6صفحہ 88)

یہ بظاہر ایک دلچسپ واقعہ بڑی خوبصورتی سے زیادہ شادیوں کی اجازت کے فائدے بیان کر دیتا ہے۔

❁ ......غصّہ کے وقت سامنے سے ہٹ جانے کے باعث دونوں (مرد و عورت) کا غصہ جاتا رہے گا اور رنجش ختم ہو جائے گی اس طرح معاملہ ایک گھر کے ٹوٹ جانے تک نہیں پہنچ پائے گا۔

❁ ...... یہ معمولی جھگڑے ہی تو طلاق تک نوبت پہنچا دیتے ہیں۔ کچھ وقت کی علیحدگی، دائمی علیحدگی سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائے گی۔

❁ ......معصوم بچوں کی تربیت پر جھگڑوں سے جو بُرا اثر پڑتا ہے اس سے بچت ہو جائے گی کیونکہ ماں باپ کی تُو تُو مَیں مَیں بچوں کی شخصیت کو بگاڑ دیتی ہے۔ یہ فائدہ بھی ہوگا کہ گھر کے ٹوٹنے سے بچ جانے پر بچے ماں اور باپ دونوں کے پیار کی چھاؤں میں پرورش پائیں گے۔

❁ ......معمولی باتوں پر طلاق بچوں سے ماں باپ میں سے ایک کو ضرور دُور کر دیتی ہے۔ دور حاضر میں مغربی ممالک کی یہ بہت بڑی ٹریجڈی ہے کہ معمولی باتوں پر طلاق ہو جانے سے معصوم ذہن بٹ کر رہ جاتے ہیں اور اگر بدقسمتی سے ماں اور باپ اپنی اپنی جگہ نئی دلچسپیاں تلاش کر لیں یا دوسری شادیاں کر لیں تو بچے حکومت کے قائم کردہ سنٹرز میں پل تو جاتے ہیں مگر ان کی شخصیت بکھر کر رہ جاتی ہے اور پھر اپنی آئندہ زندگی میں جب وہ خود والدین بنتے ہیں تو ان کی نسل اس ذہنی انتشار سے متاثر ہوتی ہے۔

هُوَالَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (الاعراف:190) کا قرآنی حکم یہی تو بتاتا ہے کہ جیسے احساسات اور جذبات مردوں میں پائے جاتے ہیں عورت بھی اسی قسم کے جذبات کے ساتھ پیدا کی گئی ہے۔ اے عورتوں کے حقوق کا پرچار کرنے والو ذرا یہ بھی تو سوچو کہ آج اگر ایک مرد کی بیوی مر جاتی ہے تو وہ دوسری شادی کر لیتا ہے کہ بچوں کی پرورش ہو سکے۔ مگر ایک عورت کا خاوند مر جائے تو اسے اور اس کے بچوں کو چھت دلانے کی اسلامی اجازت پر تم اعتراض کرتے ہو۔ اس اجازت کو حکم کا نام دے کر اعتراض کرنے والو! عرب کی تاریخ تو دیکھو جہاں بیویوں کی تعداد پر کسی قسم کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے عرب درجنوں بیویاں رکھ لیتے تھے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ الثقفی نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے عقد میں دس بیویاں تھیں۔ ان بیویوں نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اختیار دیا کہ وہ ان میں سے چار بیویاں رکھ کر باقی کو الگ کر دیں۔ (ماخوذ از فقہ احمدیہ)

تاریخ کے مطابق آپ نے چار بیویاں رکھ کر باقی کو طلاق دے دی۔ انسان کے لئے ایسی ضروریات پیش آ سکتی ہیں کہ اسے ایک سے زائد بیویاں کرنی پڑیں۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو بہت سی خرابیوں کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً زناکاری میں اضافہ اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریاں، ناجائز اولادیں وغیرہ۔

دور حاضر کا مہلک ترین مرض Aids بھی انہی قوموں میں زیادہ ہے جو دوسری بیوی کرنے پر پابندی لگا کر مرد یا عورت کو کھلم کھلا زنا کا راستہ دکھاتی ہیں۔ اخلاق کے ساتھ ساتھ انسانی صحت کو برباد کر دینے والا یہ مرض پھر وراثت بن کر نسلوں میں سرایت کر جاتا ہے۔

بعض حالات میں ضرورتِ زمانہ کے تحت قومی ترقی ایک سے زائد شادیوں کی متقاضی ہو جاتی ہے۔ جیسے جنگوں میں مردوں کی کمی اور عورتوں کا اضافہ، مذہب میں اس لچک کا نہ ہونا ان حالات کی سنگینی میں اضافہ کر دیتا ہے۔ پھر مستقل بیمار رہنے والی بیوی کا خاوند فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے غیر اخلاقی حرکت کا مرتکب ہوسکتا ہے۔ جبکہ دوسری بیوی کی موجودگی میں کسی ایسے خطرہ کا احتمال نہیں رہتا۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک بانجھ عورت کا خاوند اولاد کا خواہشمند ہو تو بیوی خاوند کی خواہش کے احترام میں خود ہی اسے دوسری بیوی کر لینے کا مشورہ دے دیتی ہے۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کا خاوند اپنی خواہش کا گلا گھونٹ کر خود ہی بیمار نہ ہو جائے یا پھر کسی بھی قسم کا غلط قدم اٹھا کر مذہبی تعلیمات سے دور نہ ہو جائے اور خود اسے حفاظتی رداء حاصل رہے کیونکہ لچک نہ ہونے کی صورت میں اس مرد کا اگلا قدم بیوی سے علیحدگی ہی تو ہوگا۔

دوسری شادی کی اجازت نہ دینے کی وجہ سے دو ہی صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیوی کی بیماری کی وجہ سے خاوند بھی عملاً تجرد کی زندگی پر مجبور ہو جائے جو بذات خود قانون فطرت سے بغاوت ہے۔ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مرد خود کو دوسری شادی کے لئے آزاد کرنے کی خاطر بیمار بیوی کو طلاق دے دے اور خود دوسری شادی کر لے حالانکہ بیمار بیوی علیحدگی نہیں چاہتی۔ (ماخوذ از فقہ احمدیہ مشتمل بر احکامات شخصیہ صفحہ 62)

اگر دوسری بیوی کر لینا ظلم ہے تو اس سوال کا جواب کیا ہوگا کہ بانجھ یا بیمار بیوی کو بے سہارا کر دینا، اس سے چھت اور نان و نفقہ کی سہولت چھین لینا کیا ہے؟ کیا یہ ظلم نہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’کثرت ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے بہت عورتوں کی اجازت دی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ کیا کوئی ایسا دلیر اور مرد میدان معترض ہے جو ہم کو دکھلا سکے کہ قرآن کہتا ہے کہ ضرور ضرور ایک سے زیادہ عورتیں کرو۔ہاں یہ ایک سچی بات ہے اور بالکل طبعی امر ہے کہ اکثر اوقات انسان کو ضرورت پیش آتی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ عورتیں کرے مثلاً عورت اندھی ہوگئی یا کسی اور خطرناک مرض میں مبتلا ہو کر اس قابل ہوگئی کہ خانہ داری کے اُمور سرانجام نہیں دے سکتی اور مرد از راہ ہمدردی یہ بھی نہیں چاہتا کہ اُسے علیحدہ کرے یا رحِم کی خطرناک بیماریوں کا شکار ہو کر مرد کی طبعی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتی تو ایسی صورت میں اگر نکاح ثانی کی اجازت نہ ہو تو بتلاؤ کیا اس سے بدکاری اور بداخلاقی کو ترقی نہ ہوگی؟ پھر اگر کوئی مذہب وشریعت کثرت ازدواج کو روکتی ہے تو یقیناً وہ بدکاری اور بداخلاقی کی مؤید ہے۔ لیکن اسلام جو دنیا سے بداخلاقی اور بدکاری کو دُور کرنا چاہتا ہے، اجازت دیتا ہے کہ ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک سے زیادہ بیویاں کرے۔ایسا ہی اولاد کے نہ ہونے پر جبکہ لاولد کے پس مرگ خاندان میں بہت سے ہنگامے اور کُشت وخون ہونے تک نوبت پہنچ جاتی ہے ایک ضروری امر ہے کہ وہ ایک سے زیادہ بیویاں کر کے اولاد پیدا کرے۔بلکہ ایسی صورت میں نیک اور شریف بیبیاں خود اجازت دے دیتی ہیں۔پس جس قدر غور کروگے یہ مسئلہ صاف اور روشن نظر آئے گا۔عیسائی کو تو حق ہی نہیں پہنچتا کہ اس مسئلہ پر نکتہ چینی کرے کیونکہ اُن کے مسلّمہ نبی اور ملہم بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بزرگوں نے سات سات سو اور تین تین سو بیبیاں کیں ......علاوہ ازیں انجیل میں صراحت سے اس مسئلہ کو بیان ہی نہیں کیا گیا۔لنڈن کی عورتوں کا زور ایک باعث ہو گیا کہ دوسری عورت نہ کریں۔پھر اس کے نتائج خود دیکھ لو کہ لنڈن اور پیرس میں عفّت اور تقویٰ کی کیسی قدر ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 187 جدید ایڈیشن)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات

اللہ تعالیٰ نے بانیٔ اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادیٔ کامل بنا کر بھیجا اس لئے آپؐ کی زندگی عملی تعلیمات کا بہترین مجموعہ ہے۔اپنے ہر قول کو فعل میں ڈھال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے لئے ان تعلیمات پر عمل کرنے کی طرز سکھا دی۔ آج آپؐ کی مقدس ذات پر اعتراض کرنے والے کیا ایک بھی واقعہ ایسا پیش کر سکتے ہیں جہاں بیویوں کے ساتھ سلوک میں عدل کا دامن ہاتھ سے چھٹتا ہوا محسوس ہو یا ان بیویوں کی موجودگی نے آپؐ کو گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانے سے روکا ہو۔آپؐ کی زندگی تو بھری ہوئی ہے ان واقعات سے جہاں کبھی تو آپؐ بیوی کی مدد کرنے کے لئے گھر میں جھاڑو لگاتے ہوئے نظر آتے ہیں ،کہیں بکریوں کا دودھ دوہتے ،تو کہیں پھٹا ہوا کپڑا یا جوتا مرمت کرتے۔آج کے بہت سے مردوں کی طرح بیویوں سے غلاموں کی طرح خدمت کروانے کی کوئی جھلک آپؐ کی سیرت کے پاک نمونے سے نہیں ملتی۔

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ 6214750 6214760

اقصیٰ روڈ 6212515 6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

ظلم کی انتہا ہے کہ آپؐ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے زیادہ بیویاں بغرض شہوت کیں (نعوذ باللہ من ذلک)۔ اے عقل کے اندھو! اپنی کم عقلی پر جتنا ماتم بھی کرو کم ہے۔ اعتراض کر رہے ہو اس پاک ہستی پر جس کی خوبصورت بیوی کی آنکھ رات کے کسی پہر کھلتی ہے تو خاوند کی عدم موجودگی یہ وسوسہ پیدا کر دیتی ہے کہ شاید کسی دوسری بیوی کی طرف چلے گئے ہیں۔تجسس تلاش پر اُبھارتا ہے تو تلاش میں نکل کھڑی ہوتی ہیں تو آپؐ کو جنت البقیع میں محوِ دعا دیکھ کر اپنے شبہ پر خود ہی ندامت ہوتی ہے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اپنے شبہ پر ندامت محسوس ہوئی تو دل پکار اٹھا سبحان اللہ! مَیں کس خیال میں ہوں اور خدا کا رسول کس عالم میں ہے۔ غور کریں تو اس واقعہ میں آپؐ کی سیرت کے دو اہم پہلو نظر آتے ہیں۔

ایک یہ کہ رات کا زیادہ حصہ عبادت میں گزارنا اور دوسری یہ کہ چونکہ گریہ وزاری آپؐ کی عبادت کا لازمی حصہ تھی اس کی وجہ سے بیوی کے آرام میں خلل آنے کے خیال سے نہایت علیحدہ جگہ کا انتخاب۔

یہ سچ ہے کہ مختلف وجوہات سے آپؐ نے زیادہ شادیاں کیں۔مگر یہ بھی تو حقیقت ہے کہ اپنی تمام جوانی صرف ایک بیوی یعنی حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزاری جو نہ صرف یہ کہ ایک بیوہ تھیں بلکہ عمر میں آپؐ سے پندرہ سال بڑی تھیں ۔ جوانی کا دور ہی جذبات میں ہیجان کا وقت ہوتا ہے ۔اگر آپؐ کا زیادہ شادیاں کرنا (نعوذ باللہ) شہوانی جذبات کی تسکین کے لئے ہوتا تو آپ کی صرف ایک شادی مکّہ میں ہوئی اور باقی شادیاں ہجرت کے بعد یعنی زوال شباب کی عمر میں مدینہ میں ہوئیں۔اور پھر حضرت عائشہؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری خاتون آپؐ کے عقد میں نہیں آئیں۔

- ......حضرت سودہؓ، سکران بن عمر کی بیوہ تھیں۔
- ......حضرت حفصہؓ کی پہلی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی تھی۔
- ......حضرت زینبؓ، حضرت عبداللہ بن جحش کی بیوہ تھیں۔
- ......حضرت اُمّ سلمہؓ کے پہلے شوہر آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن عبدالاسد تھے۔
- ......آپؐ کی پھوپھی زاد حضرت زینب آپ کے عقد میں آنے سے قبل حضرت زید بن حارثہ کے عقد میں آئیں ۔انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے کے باوجود انہیں طلاق دے دی تھی۔
- ......حضرت جویریہؓ کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی۔جنگ میں ان کی وفات کے بعد لونڈی کی حیثیت سے گرفتار ہوئیں اور ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں آئیں مگر غلامی کی غیرت نے گوارا نہ کیا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدد کی طالب ہوئیں۔ رہائی کے لئے طے کی گئی رقم کی ادائیگی کے بعد آپؐ نے ان کو لونڈی نہیں رکھا بلکہ شادی کر لی۔
- ......حضرت اُمّ حبیبہؓ کا اصلی نام رملہ تھا۔اپنے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئیں مگر شوہر نے عیسائیت اختیار کر لی تو بیوی کو اسلام نہ چھوڑنے کے جرم میں طلاق دے دی۔بعد میں آنحضرتؐ کے نکاح میں آئیں۔
- ......حضرت میمونہؓ کی پہلی شادی مسعود بن عمرو الثقفی سے ہوئی۔طلاق ہو جانے پر دوبارہ نکاح ابودرھم بن عبدالعزیٰ سے ہوا۔بیوہ ہوئیں تو حضورؐ کے عقد میں آئیں۔
- ......حضرت صفیہؓ جن کا اصلی نام زینب تھا یہودیہ تھیں اور پہلی شادی سلام بن مشکم یہودی سے ہوئی۔ اس سے طلاق ہوگئی تو کناز کے عقد میں آئیں جس کی جنگ میں وفات کے بعد بیوہ ہوگئیں اور گرفتار ہوئیں۔چونکہ رئیسہ تھیں اس لئے ان کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے صحابہ کے مشورہ سے آنحضرتؐ کے نکاح میں آئیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان کے لئے چار بیویوں کی حد مقرر ہو جانے پر آپؐ نے کوئی شادی نہیں کی۔اعتراض کرنے والے حضرت ماریہ قبطیہ کی مثال پیش کرتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مقوقس (شاہ مصر) نے اپنے ملکی رواج کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو بطور تحفہ بھیجا تھا۔ یہ تو حضور اکرمؐ کی طیب سیرت تھی کہ ان کو لونڈی کی بجائے بیوی کا درجہ دے کر ان کی عزت افزائی کی۔

یَآاَیُّھَاالنَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَالَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَبَنٰتِ عَمِّکَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِکَ وَبَنٰتِ خَالِکَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِکَ الّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ وَامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً اِنْ وَّھَبَتْ نَفْسَھَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَالنَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَھَا خَالِصَۃً لَّکَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ قَدْ عَلِمْنَا مَافَرَضْنَا عَلَیْھِمْ فِیْٓ اَزْوَاجِھِمْ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْکَ حَرَجٌ۔ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ (الاحزاب: 51) اے نبی! یقیناً ہم نے تجھ پر تیری وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے مہر تو اُنہیں دے چکا ہے اور وہ عورتیں بھی جو تیرے زیرنگیں ہیں یعنی جو اللہ نے تجھے غنیمت کے طور پر عطا کی ہیں اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی ہے اور ہر مومن عورت اگر وہ اپنے آپ کو نبی کے حضور پیش کر دے بشرطیکہ نبی یہ پسند کرے کہ اس سے نکاح کرے۔(یہ) مومنوں سے الگ خالصۃً تیرے لئے ہے۔ہمیں علم ہے جو ہم نے ان کی بیویوں کے بارہ میں اور ان کے زیرنگیں عورتوں کے بارہ میں ان پر فرض کیا ہے۔(یہ واضح کیا جا رہا ہے) تاکہ تجھ پر (اُن کے خیال سے) کوئی تنگی نہ رہے۔اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مندرجہ بالا خاص اجازت پر بھی دشمن کو اعتراض ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’یہ سب احکام بطور اجازت ہیں۔دشمن اعتراض کرتا ہے کہ اپنے لئے خاص حکم آپؐ نے اتار لئے ۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان اجازتوں پر عمل ہی نہیں کیا تو دشمن کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ اپنی خواہشات کے پورا کرنے کے لئے خاص مراعات قرآن کریم نے بیان کر دی ہیں‘‘۔

(تفسیر صغیر سورۃ الاحزاب حاشیہ زیر آیت 51)

یہ آیت اس نکتہ پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ خاص مصالح کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے لئے بیویوں کی تعداد کی قید نہیں رکھی۔اور سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 29 کے مطابق فتوحات کے دور میں بعض بیویوں کے دنیوی مطالبات کے جواب میں ان کو مال ودولت اور اپنے حقوق کے حصول کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تو کسی نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی کو قبول نہ کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شادی سے پورا ہونے والا مقصد عظیم

آپؐ کی سبھی بیویوں میں صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضور کے عقد میں آئیں تو کنواری تھیں۔گو ان کا رشتہ پہلے جبیر بن مطعم سے طے ہوا تھا مگر شادی نہیں ہوئی تھی۔آپؓ کا حضور سے نکاح تو مکہ میں ہوا مگر شادی ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ ہر نبی سے جو کام جس رنگ میں لینا چاہتا ہے حالات کو اسی رخ موڑ دیتا ہے ۔ بیوی سے زیادہ کوئی بھی خاوند کے قریب نہیں ہو سکتا ۔اور پھر وہ بیوی جس کی تربیت بھی اس سے آئندہ لئے جانے والے کاموں کے مطابق نبی کے ہاتھوں ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات اور خصوصًا عورتوں کے مسائل اور ان کے بارہ میں اسلامی احکام قوم تک پہنچانے کا کام حضرت عائشہ صدیقہؓ جیسی ہستی ہی کر سکتی تھی۔ایسے معاملات میں ضروری ہو جاتا ہے کہ تربیت پانے والی اس ہستی کی عمر زیادہ نہ ہو تا کہ اس پر ایک تو تربیت کا رنگ زیادہ گہرا چڑھ سکے، دوسرے نبی کی وفات کے بعد اس کے پاس ان تربیتی امور کو پہنچانے کے لئے زیادہ وقت کی توقع کی جا سکتی ہو۔چنانچہ اسلامی تاریخ کے اوراق گواہی دیتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے ساتھ 9 سالہ رفاقت کے بعد اس ہستی نے 45 برس تک یہ دینی فریضہ نبھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ’’آدھا علم عائشہ سے سیکھو‘‘ ثابت کرتا ہے کہ حضورؐ کو خود بھی یقین تھا کہ آپؐ کی رفاقت میں آپؐ کے زیر تربیت رہنے والا یہ ہیرا اتنا تراشا جا چکا ہے کہ اپنی نورانی شعاعوں سے تاریکیوں کو دُور کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے عائشہؓ تو خواب میں مجھے دو دفعہ دکھائی گئی اور مَیں نے تجھے ایک ریشم کے ٹکڑے پر دیکھا اور کہا گیا کہ یہ تیری عورت ہے اور مَیں نے اس کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تو ہی ہے اور مَیں نے کہا کہ اگر خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی تعبیر ہے جو مَیں نے سمجھی ہے تو ہو کر رہے گی‘‘۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ذات کو قدرت نے پہلے ہی تبلیغ اسلام کی مہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ اس رہبر کائنات نے متعدد شادیاں کر کے شادی شدہ لوگوں کے لئے ایسے عظیم الشان نمونے چھوڑے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔آپ کی فعلی روش اور خوشگوار اہلی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ہر قسم کی تمدنی، معاشرتی اور تربیتی مشکل کا حل اس سے مل ہو جاتا ہے۔

محققین کا اعتراف

اگر دنیا میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بات بات پر اعتراضات کرنا اپنا نصب العین بنا لیتے ہیں تو خوبیوں کا اعتراف کرنے والے بھی ناپید نہیں ہیں ۔ یہ لوگ عقل کے استعمال سے چیزوں کو سمجھتے ہیں اور حقیقت کے اعتراف میں بھی کنجوسی نہیں برتتے۔

’’ہندوستان کی لیجسلیٹو اسمبلی کے ایک ہندو ممبر نے صغرسنی کی شادی کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کیا تھا۔اس نے دوران تقریر کہا کہ مَیں بڑی حسرت سے دیکھتا ہوں کہ جس طرح اسلام نے شادی کا قانون بنا کر مسلم قوم کو محفوظ کر دیا ہے ویسا قانون ہمارے ہاں کوئی نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 6)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

غیرت دینی کے چند بے نظیر نمونے

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ انصارالدین ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۵ء میں مکرم محمود احمد انیس صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں انہوں نے آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور ان کے چند صحابہؓ کے ایسے منتخب واقعات بیان کئے ہیں جن سے ان روحانی وجودوں کی غیرت دینی پر روشنی پڑتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے نام کی عظمت اور غیرت دینی کا اظہار آنحضرت ﷺ کی ذات میں اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ سخت خطرے کی حالت میں بھی آپؐ نے توحید کی عظمت پر حرف نہیں آنے دیا۔ غزوۂ احد کے موقعہ پر جب کفار کی طرف سے آنحضرت ﷺ کی شہادت کی جھوٹی خبر پھیلا دی گئی تو مکہ کے رؤساء دیر تک آنحضرت ﷺ کی نعش میدان میں تلاش کرتے رہے اور اس نظارے کے شوق میں ان کی آنکھیں ترس گئیں مگر جو چیز کہ نہ ملنی تھی، نہ ملی۔ اس تلاش سے مایوس ہوکر ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس درّہ کی طرف بڑھا جہاں مسلمان جمع تھے اور اس کے قریب کھڑے ہوکر پکار کر بولا: ''مسلمانو! کیا تم میں محمد ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی جواب نہ دے؛ چنانچہ سب صحابہ خاموش رہے۔ پھر اس نے ابوبکر و عمر کا پوچھا، مگر اس پر بھی آپ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا۔ جس پر اس نے بلند آواز سے فخر کے لہجہ میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے ہیں۔ اس وقت حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار ہوکر بولے: اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹ کہتا ہے، ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل کرے گا۔ ابوسفیان نے حضرت عمرؓ کی آواز پہچان کر کہا ''عمر سچ سچ بتاؤ کیا محمد زندہ ہے؟'' حضرت عمرؓ نے کہا ''ہاں! خدا کے فضل سے وہ زندہ ہیں اور تمہاری یہ باتیں سن رہے ہیں۔'' ابوسفیان نے کسی قدر دھیمی آواز میں کہا: تو پھر ابن قمئہ نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ میں تمہیں اس سے زیادہ سچا سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کہا: اُعْلُ هُبَل۔ یعنی اے ھبل تیری بلندی ہو۔ صحابہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے خاموش رہے مگر آنحضرت ﷺ جو اپنے نام پر تو خاموش رہنے کا حکم فرما دیتے تھے، اب خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بت کا نام آنے پر بیتاب ہو گئے۔ فرمایا: تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا: کہو اَللّٰہُ اَعْلیٰ وَ اَجَل یعنی بلندی اور بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا: لَنَا الْعُزّیٰ وَلَا عُزّیٰ لَکُم۔ ہمارے ساتھ عزیٰ ہے اور تمہارے ساتھ عزیٰ نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کہو اَللّٰہُ مَولَانَا وَلَا مَولیٰ لَکُم۔ عزیٰ کیا چیز ہے۔ ہمارے ساتھ اللہ مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لیے تشریف لے جارہے تھے کہ حرۃ الوبرہ مقام پر ایک مشرک شخص حاضر خدمت ہوا۔ جرأت وشجاعت میں اس کی بہت شہرت تھی۔ صحابہؓ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اس شرط پر آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہونے آیا ہوں کہ مال غنیمت سے مجھے بھی حصہ دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں کسی مشرک سے مدد لینا نہیں چاہتا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے پھر حاضر ہوکر یہی درخواست کی تو آپؐ نے وہی جواب دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور عرض کیا کہ مجھے بھی شریک لشکر کرلیں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہو؟ اس دفعہ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے پھر ہمارے ساتھ چلو۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم کو آنحضور ﷺ سے جو بے پناہ عشق ومحبت تھی یہ بھی اُن کی غیرت دینی کی ہی ایک مثال ہے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب قبیلہ ثقیف کا ایک بہت بااثر رئیس عروہ بن مسعود قریش کا نمائندہ بن کر آیا اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ گفتگو شروع کی۔ وہ ایک موقع پر کہنے لگا: ''اے محمد! اگر آپ نے اس جنگ میں اپنی قوم کو ملیامیٹ کر دیا تو کیا آپ نے عربوں میں کسی ایسے آدمی کا نام سنا ہے جس نے آپ سے پہلے ایسا ظلم ڈھایا ہو۔ لیکن اگر قریش کو غلبہ ہوگیا تو خدا کی قسم مجھے آپ کے اردگرد ایسے منہ نظر آرہے ہیں کہ انہیں بھاگتے ہوئے دیر نہیں لگے گی اور یہ سب آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے''۔ حضرت ابوبکرؓ جو اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے عروہ کے یہ الفاظ سن کر غصہ سے بھر گئے اور فرمانے لگے: ''جاؤ جاؤ اور لات کی شرمگاہ کو چومتے پھرو۔ کیا ہم خدا کے رسول کو چھوڑ جائیں گے؟'' عروہ نے طیش میں آکر پوچھا: یہ کون شخص ہے جو اس طرح میری بات کاٹتا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ ابوبکر ہیں۔ ابوبکرؓ کا نام سن کر عروہ کی آنکھیں شرم سے نیچی ہوگئیں۔ کہنے لگا: ''اے ابوبکر! اگر میرے سر پر تمہارا ایک بھاری احسان نہ ہوتا تو خدا کی قسم میں تمہیں اس وقت بتاتا کہ ایسی بات کا کس طرح جواب دیتے ہیں''۔ یہ کہہ کر عروہ پھر آنحضرت ﷺ سے مخاطب ہوا اور گاہے گاہے عرب کے دستور کے مطابق آپؐ کی ریش مبارک کو بھی ہاتھ لگا دیتا تھا۔ مگر جب کبھی بھی وہ ایسا کرتا ایک مخلص صحابی جن کا نام مغیرہ بن شعبہ تھا اور جو اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس کھڑے تھے (اور رشتہ میں عروہ کے بھتیجے تھے) اپنی تلوار کے نیام سے عروہ کا ہاتھ جھٹک کر پرے کر دیتے اور کہتے ''اپنا ناپاک ہاتھ رسولِ مقبول کے مبارک چہرہ سے دُور رکھو''۔

یوں تو عرب قوم ایک بہادر اور غیور قوم ہی مشہور تھی۔ زمانۂ جاہلیت میں اپنی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کے لیے بعض معمولی جھگڑوں پر انہوں نے سالہا سال آپس میں جنگیں لڑیں لیکن آنحضور ﷺ نے ان کی ایسی پاک تربیت کی اور وہ ایسے بدلے کہ پھر ان کے جوش اور غیرت وحمیت کے جذبات خدا تعالیٰ کے نام اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے وقف ہو گئے۔

غزوۂ بنومصطلق کے دوران ایک مہاجر نے ایک انصاری کو پیٹھ پر مارا۔ اس پر مہاجر نے مہاجرین کو اور انصاری نے انصار کو مدد کے لیے پکارا۔ جب آنحضور ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا: یہ کیا جاہلیت کے نعرے بلند کیے جارہے ہیں؟ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ مہاجروں میں سے ایک شخص نے انصار کے ایک شخص کو پیٹھ پر مارا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان (جاہلیت کے نعروں) کو چھوڑو کیونکہ یہ بہت گندے اور قبیح ہیں۔ یہ بات عبداللہ بن ابی سلول نے سنی تو کہا: کیا اس نے سچ مچ ایسا کہا ہے؟ خدا کی قسم جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو سب سے معزز شخص ذلیل ترین شخص کو وہاں سے نکال دے گا۔ (اس نے یہ بات نعوذباللہ حضور ﷺ کے متعلق کہی تھی)۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دیں، کہیں لوگ یہ نہ کہتے پھریں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کر دیتا ہے۔ اس پر عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد سے کہا تم واپس نہیں جاسکتے جب تک کہ یہ اقرار نہ کرلو کہ تم ہی ذلیل ہو اور رسول اللہ ہم سب سے معزز ہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے باپ کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔

آج کے دَور میں اس مضمون کا حقیقی عرفان ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ملا ہے۔ آپؑ کی تمام تصانیف، اشتہارات، مباحثے اور مناظرے وغیرہ سب آپ کی اسی غیرتِ دینی کے غماز ہیں۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ فرماتے ہیں: ''آپ کو لوگوں نے گالیاں دیں۔ ہر قسم کی تحقیر کی۔ سامنے بیٹھ کر برا بھلا کہا۔ آپ کو کبھی غصہ نہیں آیا اور آپ نے عفو وکرم کا اظہار کیا مگر جو امر آپ کی برداشت سے باہر تھا وہ ایک ہی تھا کہ آنحضرت ﷺ کی تحقیر نہ سنتے تھے۔''

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ لاہور کے ریلوے سٹیشن پر وضو فرما رہے تھے کہ لیکھرام وہاں آنکلا اور اُس نے آپؑ کو ہاتھ جوڑ کر سلام عرض کیا لیکن آپؑ وضو کرنے میں مصروف رہے۔ اس نے سمجھا کہ شاید سنا نہیں۔ چنانچہ دوبارہ سلام کہا۔ آپؑ بدستور استغراق میں رہے۔ وہ کچھ دیر ٹھہر کر چلا گیا۔ کسی نے کہا کہ لیکھرام سلام کرتا تھا۔ فرمایا: اس نے آنحضرت ﷺ کی بڑی توہین کی ہے، میرے ایمان کے خلاف ہے کہ اس کا سلام لوں۔ آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے اور مجھ کو سلام کرنے آیا ہے!۔

1907ء میں لاہور میں آریہ سماج نے ایک جلسہ منعقد کیا اس میں ان کی دعوت پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مضمون بھجوایا جسے پڑھنے کے لیے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ مقرر ہوئے۔ اُن کے ساتھ ایک جماعت بھجوائی گئی۔ آریوں نے اپنی باری پر آنحضرت ﷺ کی شان میں دل آزار کلمات بولے۔ حضور علیہ السلام نے جب یہ سنا کہ ہماری جماعت کے لوگ ان کلمات کو سن کر بیٹھے رہے تو آپؑ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور باوجودیکہ حضرت مولوی صاحبؓ کا آپؑ بہت احترام فرماتے تھے اور ان سے بہت محبت رکھتے تھے مگر اس فروگذاشت میں جو حاضرین مجلس سے ہوئی تھی آپؑ نے کسی کی پروانہ کی اور اظہار ناراضگی فرمایا۔

1893ء میں امرتسر میں حضرت مسیح موعودؑ کا عیسائیوں کے ساتھ ایک مباحثہ ہوا جس کا نام جنگ مقدس رکھا گیا۔ اس موقعہ پر ''ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چائے کی دعوت پر آپؑ کو اور آپؑ کے خدام کو بلانا چاہا۔ آپؑ نے محض اس بناء پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کی تو بے ادبی کرتے ہیں اور مجھے چائے کی دعوت دیتے ہیں!۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں سوائے اس کے ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اور اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔'' (انوارالاسلام)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں جو کچھ دین اسلام اور رسول کریم ﷺ کی توہین کی گئی اور جس قدر شریعتِ ربانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟...... دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور توہین سے جو ہمارے رسول کریم کی کی گئی، دُکھا۔'' (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بھی ایک موقعہ پر چائے کی پیشکش کی گئی اور آپؒ نے بھی غیرتِ ایمانی کے جذبہ سے اسے قبول کرنا پسند نہ فرمایا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لکھا ہے کہ جب پاکستان کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو جماعت احمدیہ کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے تو انہوں نے حضرت خلیفہ ثالثؒ کو اپنی سرکاری رہائش گاہ پر ملاقات کی دعوت دی۔ جماعت کے خلاف اس ظالمانہ اور تعزیری آئینی ترمیم کے باوجود وہ جماعت احمدیہ کی تائید اور امداد کے خواہش مند تھے۔ بھٹو صاحب کا عذر یہ تھا کہ ''وہ دلی طور پر ایسی ترمیم نہیں چاہتے تھے اور ان کے نزدیک ان کی کی ہوئی ترمیم کا دائرہ کار نہایت محدود اور خالصتاً آئینی تھا اور مقصد اس کا صرف اتنا تھا کہ یہ واضح کر دیا جائے کہ

آئین کی روشنی میں احمدی مسلمان ہیں یا نہیں۔ نیز یہ کہ ترمیم کسی صورت میں بھی احمدیوں کے اس حق پر اثر انداز نہیں ہوگی کہ وہ اپنے مذہب پر جس طرح چاہیں عمل کریں۔ ہم بنیاد پرستوں کا منہ بند کرنا چاہتے تھے اس لیے یہ ترمیم پیش کرنے پر ہم مجبور تھے۔ اس موقف کو انہوں نے بار بار دہرایا۔ کہنے لگے ہم برے تو ہیں لیکن دوسری سیاسی پارٹیوں سے بہتر ہیں۔ بولے مجھ پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ جماعت کے خلاف اس سے بھی زیادہ سخت قدم اٹھاؤں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا"۔ آخر میں چائے آگئی اور بھٹو صاحب نے ایک پیالی بنا کر حضرت خلیفہ ثالثؒ کی خدمت میں پیش کی، آپؒ نے چائے پینے سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: "آپ ملکی حکومت کے سربراہ ہیں اور میں اس ملک کا شہری ہوں۔ آپ نے مجھے بلوایا اور میں آپ کے بلاوے پر آگیا۔ ایک شہری کی حیثیت سے مجھ پر یہ فرض عائد ہوتا تھا جو میں نے ادا کر دیا۔ لیکن یہ امر کہ میں آپ کی میزبانی بھی قبول کروں بالکل الگ معاملہ ہے۔ خصوصاً جبکہ آپ نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایسی معاندانہ اور یک طرفہ کارروائی کی ہے۔ اس لیے معذرت چاہتا ہوں، میں چائے کی یہ پیالی نہیں پی سکتا"۔ بھٹو ایک بڑے خود پسند اور متکبر انسان تھے یہ الفاظ سن کر منجمد ہو کر رہ گئے۔ پیالی ان کے ہاتھ میں تھی جسے آہستہ سے انہوں نے میز پر رکھ دیا۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی والدہ کی دینی غیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: جس زمانہ میں والد صاحب سلسلہ میں داخل ہوئے انہیں مثنوی مولانا رومؒ سے بہت دلچسپی تھی اور فرصت کے وقت ایک صاحب کے ساتھ جو بظاہر صوفیانہ اور فقیرانہ طرز رکھتے تھے مثنوی پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یہ صاحب کسی تعطیل کے دن ہمارے مکان پر تشریف لائے اور دریافت کیا کہ والد صاحب کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ قادیان گئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر اُن صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں کوئی خلافِ ادب کلمہ کہا۔ والدہ صاحبہ یہ کلمہ سنتے ہی غصے سے بیتاب ہو گئیں اور کھڑکی کے پاس جا کر جوش سے ان صاحب سے کہا: "تم نے بہت ظلم کیا ہے، اگر خیریت چاہتے ہو تو اسی وقت میرے مکان سے نکل جاؤ۔ کوئی ہے ملازم یہاں؟ نکال دو اس گستاخ بڑھے کو۔ اور یاد رکھو پھر کبھی یہ اس مکان میں داخل نہ ہونے پائے۔ اب آلے اس کا دوست جس کے ساتھ مثنوی پڑھنے کے لیے یہاں آتا ہے تو لوں گی اس کی خبر کہ ایسے بے ادب گستاخ کے ساتھ کیوں نشست برخاست رکھی ہوئی ہے؟"۔ وہ صاحب اسی وقت چلے گئے۔ والد صاحب کی واپسی پر والدہ صاحبہ نے بہت رنج کا اظہار کیا اور اصرار کیا کہ اب وہ صاحب کبھی ہمارے مکان کے اندر داخل نہ ہوں۔ چنانچہ اس دن کے بعد پھر وہ ہمارے مکان پر نہیں آئے۔

آپؓ مزید اپنی والدہ صاحبہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ 1935ء میں ایک احراری نے حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ پر حملہ کیا تو والدہ صاحبہ کو یہ واقعہ سن کر بہت قلق ہوا۔ کھانا پینا موقوف ہو گیا، نیند اڑ گئی اور آنسو بند ہونے میں نہیں آتے تھے۔ چند دن کے بعد خاکسار سے فرمایا: ظفر اللہ خان! میں بہت سوچتی ہوں کہ جب اس واقعہ کو سن کر میرا یہ حال ہے تو اماں جانؓ کا کیا حال ہوگا۔ دو تین روز ہوئے ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے کہ وائسرائے کی لیڈی ولنگڈن میرے ساتھ بہت محبت کا اظہار کرتی ہیں اور میں بھی محسوس کرتی ہوں کہ انہیں ضرور میرے ساتھ لگاؤ ہے، اگر تم ان کے ساتھ میری ملاقات کا وقت مقرر کرا دو اور وائسرائے بھی اس وقت موجود ہوں تو میں ان کے سامنے بیان کروں کہ سلسلہ کے ساتھ حکومت کی طرف سے کیسا سلوک ہو رہا ہے اور اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لختِ جگر پر ایک آوارہ آدمی نے حملہ کر دیا ہے۔ میں نے کہا ملاقات کا انتظام تو میں کر دوں گا اور ترجمانی کے لیے ساتھ بھی چلوں گا۔ بات ساری آپ نے خود ہی کرنی ہو گی۔ وقت مقررہ پر ہم دونوں وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مزاج پرسی کے بعد وائسرائے صاحب نے کہا ظفر اللہ خان نے مجھے کہا ہے کہ آپ اپنی جماعت کے متعلق مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔ اس پر والدہ صاحبہ نے فرمایا: میں احمدیہ جماعت کی ایک فرد ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم سلطنت برطانیہ کے وفادار رہیں اور اس کے لیے دعا کرتے رہیں۔ میں حضرت اقدسؑ کی اس ہدایت پر باقاعدہ عمل کرتی رہی ہوں۔ لیکن دو سال کے عرصہ سے پنجاب کی حکومت کا ہماری جماعت کے ساتھ برتاؤ کچھ ایسا غیر منصفانہ ہو گیا ہے اور ہمارے امام اور ہماری جماعت کو ایسی ایسی تکالیف پہنچ رہی ہیں کہ دعا تو میں اب بھی کرتی ہوں کیونکہ حضرت اقدسؑ کا حکم ہے لیکن اب دعا دل سے نہیں نکلتی کیونکہ میرا دل خوش نہیں ہے۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے کہ ایک آوارہ شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے اور ہمارے امام کے چھوٹے بھائی پر حملہ کر دیا اور انہیں ضربات پہنچائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد ہمیں اپنی جانوں سے بھی پیاری ہے اور میں نے جب سے اس واقعہ کی خبر سنی ہے، میں نہ کھا سکتی ہوں، نہ پی سکتی ہوں، نہ مجھے نیند آتی ہے۔ یہ فقرے والدہ صاحبہ نے کچھ ایسے درد سے کہے کہ لیڈی ولنگڈن کا چہرہ بالکل متغیر ہو گیا اور انہوں نے جھنجھلا کر وائسرائے سے دریافت کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے اور آپ نے کیوں مناسب انتظام نہیں کیا؟ وائسرائے نے جواب دیا: یہ امور گورنر صاحب پنجاب کے اختیار میں ہیں اور میں ان کے نام کوئی حکم جاری نہیں کر سکتا۔ والدہ صاحبہ نے کہا آپ انہیں نرمی اور محبت سے سمجھائیں کہ وہ ہماری شکایات کو رفع کریں۔ وائسرائے نے کہا: ہاں میں ایسا ضرور کروں گا۔

مکرمہ بشریٰ منیر صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ 2 نومبر 2005ء میں مکرم منیر الدین احمد صاحب مربی سلسلہ اپنی اہلیہ محترمہ بشریٰ منیر صاحبہ بنت مکرم جی ایم صادق صاحب سابق افسر امانت تحریک جدید ربوہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمارا نکاح 1957ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پڑھا تھا جبکہ میں جامعۃ المبشرین کا طالب علم تھا۔ شادی جامعہ سے فراغت کے بعد 1959ء میں کراچی میں ہوئی۔ ایک سال بعد مجھے یوگنڈا (مشرقی افریقہ) جانے کا ارشاد ہوا۔ روانگی سے چند دن قبل اللہ تعالیٰ نے پہلی بیٹی عطا فرمائی۔ بہرحال کراچی سے بحری جہاز میں روانہ ہو کر 9 دن میں ممباسہ پہنچا۔ یہاں پر مولانا عبدالکریم شرما صاحب مربی تھے۔ وہاں سے بذریعہ ٹرین نیروبی پہنچا جہاں مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مشنری انچارج مقیم تھے۔ یوگنڈا کے شہر جنجہ میں ہفتہ عشرہ مقیم رہا پھر نیروبی بلا لیا گیا۔ ممباسہ میں بھی متعین رہا۔ تین سال بعد مرکز میں بلا لیا گیا تو میری بیوی (جو تین سال سے گوجرانوالہ میں تھی) ربوہ آگئی۔ ربوہ میں میری ڈیوٹی وکالت تبشیر میں لگائی گئی۔

اُس وقت یہ دستور تھا کہ اگر مربی تین سال تک اکیلا باہر رہا ہو تو واپس آکر تین سال تک فیملی کے ساتھ رہے پھر باہر بھجوایا جائے۔ اگر جلدی بھجوانا ہو تو فیملی ساتھ بھجوائی جائے۔ لیکن ایک سال کا عرصہ گزرنے پر مجھے احساس ہوا کہ بیرونی ممالک میں مربیان کی ضرورت ہے۔ تین سال یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے۔ جب میں نے اپنی بیوی سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ آپ بے شک چلے جائیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ میں نے تحریری طور پر پیشکش کر دی کہ میں تین سال سے پہلے بھی خدمت کے لئے جانے کو تیار ہوں خواہ فیملی کو ساتھ نہ بھی بھجوایا جائے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے دوسری بیٹی بھی عطا فرما دی۔

جب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ بنے تو حضورؒ نے ربوہ میں مقیم مربیان کا جائزہ لیا اور میرے متعلق فیصلہ فرمایا کہ مع فیملی کینیا بھجوایا جائے۔ چنانچہ روانگی سے پہلے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضورؒ نے پوچھا بچے کتنے ہیں۔ بتایا دو بیٹیاں ہیں۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ افریقہ میں بیٹا دے گا۔ نیز میری بیوی سے حضورؒ نے فرمایا کہ تم بھی اپنی زندگی وقف کر دو۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔

کراچی سے کینیا کے شہر ممباسہ بحری جہاز کے ذریعہ دس روز میں پہنچے۔ کسوموں میں ہماری تقرری ہوئی۔ ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹا عطا فرمایا جسے ہم نے وقف کر دیا۔ حضورؒ نے ظہیر احمد نام عطا کیا (حال مربی سلسلہ جنوبی افریقہ)۔ بعد ازاں دوسرا بیٹا عطا ہوا جسے قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق ملی۔

1972ء میں مرکز کے ارشاد پر ہم ربوہ آگئے۔ اس دوران میری نسبتی ہمشیرہ سات بچے چھوڑ کر وفات پاگئیں۔ میری اہلیہ نے ان بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی خاطر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ گو وہ بچے الگ مکان میں رہے مگر میری بیوی نے ان کی تربیت کا کام بطور خالہ کے نہایت عمدگی سے ادا کیا یہاں تک کہ سب اپنے گھروں میں آباد ہو گئے۔

مجھے ربوہ میں ایک سال صیغہ اشاعت قرآن میں خدمت کا موقعہ ملا پھر سویڈن میں تقرری ہوئی اور اکیلے ہی جانے کا حکم ہوا۔ بیوی ربوہ میں ہی بچوں کے ساتھ رہی۔ اُس وقت سویڈن میں کرائے کے مکان میں مشن ہاؤس تھا۔ 1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تشریف لائے تو ہوٹل میں قیام فرمایا اور مسجد کے لئے زمین حاصل کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ زمین حاصل کی گئی۔ نقشہ تیار ہونے پر حضورؒ نے 1975ء میں تشریف لا کر سنگ بنیاد رکھا اور 1976ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچنے پر مسجد ناصر کا افتتاح بھی فرمایا۔ صد سالہ جوبلی فنڈ سے اس کی تعمیر ہوئی۔

پھر میری واپسی ہوئی اور لاہور (دہلی دروازہ کی مسجد) میں بطور مربی تقرری ہوئی۔ بچوں کی تعلیم کی خاطر بیوی ربوہ میں ہی رہی۔ پھر میری سویڈن میں تبدیلی ہوئی اور اکیلا ہی وہاں گیا۔ ناروے کی جماعت بھی سویڈن کے ساتھ ملحق تھی۔ اس دفعہ ناروے میں مسجد بنانے کا ارشاد ہوا۔ زمین نہ مل سکی۔ البتہ اوسلو میں ایک عمارت لے کر اسے حسب ضرورت مسجد کی شکل میں ڈھالا گیا۔ تیار ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1980ء میں اس کا افتتاح فرمایا۔ اس کا نام مسجد بیت نور منظور فرمایا۔ یہ مسجد بھی صد سالہ جوبلی فنڈ سے ہی تعمیر کی گئی۔

پھر مجھے پاکستان جانے کا ارشاد ہوا اور لاہور (دارالذکر) میں بطور مربی تقرری ہوئی۔ تین سال یہاں اکیلے ہی گزارے۔ 1983ء میں بطور انچارج رشتہ ناطہ ربوہ میں تقرری ہوئی۔ میری غیر حاضری میں میری بیوی نے بچوں کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ لجنہ کے کاموں میں بھی بہت حصہ لیا۔ چنانچہ اُن کی وفات پر صدر لجنہ محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ نے اپنی تعزیتی چٹھی میں بھی ان کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ مرحومہ چندہ جات کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ چندہ وصیت، چندہ لجنہ، چندہ تحریک جدید و وقف جدید سال کے ابتداء میں ادا کر دیتی تھیں۔ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے بھی چندہ تحریک جدید ادا کرتی تھیں۔ مہمان نوازی تو گویا گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ رشتہ دار، ملنے ملانے والے اور رشتہ ناطہ کے سلسلے میں آنے والے مہمان غرض سب کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہوا تھا۔ ہمدردی خلائق کا خاص جذبہ رکھتی تھیں۔ جس سے بھی واسطہ پڑا، سب نے اس بات کا اظہار کیا کہ وہ محبت کرنے والی اور لوگوں کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والی ہستی تھی۔ مجھے خدمت دین کے لئے گھر کے تمام فکروں سے بے نیاز کیا ہوا تھا۔

عبادت کی ادائیگی اور تلاوت کلام پاک کا بھی خاص اہتمام کرتی تھیں۔ لجنہ کے کورس کو خوب محنت کر کے یاد کرتیں۔ جلسہ قادیان میں شمولیت کی متعدد بار توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے قناعت کی صفت سے بھی نوازا تھا۔ مجھ سے بھی شکایت نہ کی کہ آمد کم ہے۔ سلائی مشین کے ذریعہ کچھ آمد کا ذریعہ پیدا کر لیا تھا جو بچوں کی پڑھائی کے سلسلہ میں ممد ہوا۔ مرحومہ 22 مئی 2005ء کو 66 برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 29 ستمبر 2005ء کی زینت مکرم ثاقب زیروی صاحب کی ایک نظم "وقت آنے دو" سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

رعنائیاں ہر سُو بکھریں گی گیسوئے سحر لہرانے دو
پُرنور سویرا پھوٹے گا یہ ظلمتِ شب ڈھل جانے دو
ناموسِ دیں کا تحفظ بھی اس دَور میں ایک خطا ٹھہری
یہ قاضیٔ شہر کا فتویٰ ہے اس جرم کے بھی ہرجانے دو
دل خوفِ خدا سے خالی ہیں ہوتی ہے تجارت مذہب کی
مذہب کے اجارہ داروں کو آئینہ ذرا دکھلانے دو
اِک موج بہا لے جائے گی سب ریت پہ لکھی تحریریں
اُس مالک کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں وقت آنے دو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

9th March 2007 – 15th March 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 9th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
00:50 Seerat-Un-Nabi
01:40 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 368, Recorded on 17/02/1998.
02:40 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Ghana, West Africa.
03:45 Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session no. 168, Recorded on 17th December 1996.
05:10 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News .
07:05 Gulshan-e-Waqf-e-Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 23rd September 2005.
07:50 Le Francais C'est Facile: programme no. 96
08:15 Siraiki Service
09:15 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 17 recorded on 16th September 1994.
10:20 Indonesian Service
11:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:15 Dars-e-Hadith
14:30 Bengali Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Bengali speaking friends. Rec: 23/11/1999.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:00 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview with Kanwar Idrees
17:50 Le Francais C'est Facile: programme no. 96 [R]
18:30 Arabic Service: Discussion programme about the true concepts of Islam. Rec: 02/03/07.
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:10 MTA Travel: a documentary showing the sights of the Moroccon city of Marrakesh.
22:45 Urdu Mulaqa'at: Session 26 [R]

Saturday 10th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:05 Le Francais C'est Facile: Lesson no. 96.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 369, Recorded on 18/02/1998.
02:35 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 9th March 2007.
03:45 Bengali Mulaqa'at: Recorded on 23rd November 1999.
04:45 Interview: An interview with Kanwar Idrees.
05:30 MTA Travel
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor. Recorded on 17th April 2005.
08:10 Seerat Sahaba Masih-e-Ma'ood
08:50 Friday Sermon [R]
09:55 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bangla Shomprochar
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
15:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 10th March 2007.
15:10 Seerat Sahaba Masih-e-Ma'ood
16:45 Question Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Recorded on 25/10/96, part 2.
17:40 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam.
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Children's class [R]
22:05 Seerat Sahaba Masih-e-Ma'ood
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday 11th March 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:05 Qur'an Quiz
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 371, recorded on 24/02/1998.
02:35 Kidz Matter
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 9th March 2007.
04:20 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:05 MTA Variety: A documentary about Australian culture and traditions.
05:30 Quran Quiz
06:00 Tilaawat & MTA News
07:00 Children's class with Huzoor. Recorded on 10th March 2007.
08:15 Learning Arabic: programme no. 21.
08:35 Practical Astronomy: An introduction to astronomy.
09:05 Huzoor's tour of Germany: a programme documenting Huzoor's visit to Germany.
09:30 Kidz Matter
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 2nd February 2007.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
13:10 Bangla Schomprochar
14:10 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 9th March 2007.
15:10 Gulshan-e-Wafe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 11th March 2007.
16:30 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th October 1995.
17:45 Practical Astronomy
18:30 Arabic Service
19:30 Kidz Matter
20:00 Practical Astronomy
20:35 MTA International News Review [R]
21:10 Gulshan-e-Wafe Nau (Nasirat) [R]
22:30 Huzoor's Tours [R]
23:00 Ilmi Khutbaat

Monday 12th March 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:10 Learning Arabic: lesson no. 21
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 371, Recorded on 24/02/1998.
02:40 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 9th March 2007.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th October 1995.
04:30 Ilmi Khutbaat
05:30 Practical Astronomy
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:20 Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. Recorded on 12th February 2005.
08:20 Le Francais C'est Facile: programme no. 44
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 3, Recorded on 8th August 1997.
10:05 Indonesian Service
11:20 Aa'ina: a discussion programme based on allegations made against Islam.
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
12:15 Bangla Schomprochar
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 07/04/2006.
15:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
16:05 Medical Matters
17:05 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 372, Recorded on 25/02/1998.
20:35 MTA International Jama'at News
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau [R]
22:10 Friday Sermon: recorded on 07/04/2006 [R]

Tuesday 13th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
00:10 Learning French: Lesson no. 44
00:45 Seerat Sahaba Rasool (saw)
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 372, Recorded on 25/02/1998.
02:40 Friday Sermon: recorded on 07/04/2006.
03:40 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 3, recorded on 8th August 1997.
04:55 Medical Matters
06:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 11th March 2007.
08:15 Learning Arabic: Programme no. 21
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995, part 1.
09:35 Seerat-un-Nabi (saw)
10:05 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Jalsa Salana Switzerland 2004: Concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 5th September 2004.
15:00 Rabwah
15:35 Learning Arabic: Programme no. 21 [R]
16:00 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:40 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:25 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22:55 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]

Wednesday 14th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:05 Learning Arabic: Programme no. 21
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 373. Recorded on: 26/02/1998.
02:30 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V
03:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995, part 1.
04:35 Seerat-un-Nabi (saw)
05:15 Rabwah
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 22nd January 2006.
08:15 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:45 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th November 1995, part 2.
09:50 Indonesian Service
10:55 Swahili Service
12:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
13:30 Bangla Shomprochar
14:30 Ilmi Khitabaat
15:20 Jalsa Speeches: speech delivered by Abdul Rashid Savage on the topic of the Promised Messiah (as)'s love and devotion of the Holy Qur'an. Recorded on 2nd August 1998.
15:50 MTA Variety: A documentary about Australian culture.
16:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
17:25 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 378, recorded on 11/03/1998.
20:20 MTA International News Review
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) [R]
22:05 Jalsa Speeches [R]
22:30 Ilmi Khitabaat
23:15 Lajna Magazine

Thursday 15th March 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 378, recorded on 11/03/1998.
02:30 The Philosophy of the Teachings of Islam
03:10 Hamari Kaa'enaat
03:35 Ilmi Khitabaat
04:20 Lajna Magazine
05:05 MTA Variety: A documentary about Australian culture.
05:35 Jalsa Speeches: speech delivered by Abdul Rashid Savage on the topic of the Promised Messiah (as)'s love and devotion of the Holy Qur'an. Recorded on 2nd August 1998.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor. Recorded on 23rd January 2005.
08:05 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking friends. Session 14. Recorded on 07/05/1994.
09:15 Huzoor's Tours
10:15 Al Maa'idah
10:20 Indonesian Service
11:45 Dars-e-Hadith
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:10 Bengali Service
14:10 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 169, recorded on 23rd December 1996.
15:30 Huzoor's Tours [R]
16:30 English Mulaqa'at [R]
17:35 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:00 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 168 [R]
22:05 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday March 02, 2007 Issue No. 09

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

قیام پاکستان سے قبل احراری کانگرسی شورشوں کے زمانہ کے نامی پریس لاہور، سے چھپنے والے ایک دلچسپ اشتہار کا اقتباس جس سے اس سیاسی طائفہ کے باطنی عقیدہ کا انکشاف ہوتا ہے۔

''قیامت آگئی، قیامت آگئی، قیامت آگئی۔

جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ثبوت

عیسائیو! اپنی پیشین گوئی کی تحقیق کرلو!

میرے مہربان مسلمان بھائیو! کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں نبی کی حیثیت سے آئیں گے یا اُمّتی؟ نبوت تو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی جناب کے بعد نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ علماء کرام کی زبانی اور حدیثوں سے تو یہی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت جناب کا نزول ہوگا دنیا کی حد میں آ کر رُک جائیں گے اور پکار پکار کر کہیں گے کہ سیڑھی لاؤ سیڑھی۔ جب تک ان کو ان کی موجودہ پوزیشن سے نیچے نہیں اُتارا جائے گا نماز روزہ کے پابند نہیں ہوں گے اور جب نماز روزہ کے پابند نہ ہوئے تو کیا پھر اُمّتی کہلانے کے حقدار ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اب یہ سوال ہے نزول کے وقت جناب کا مذہب کیا ہوگا؟ ذرا غور سے سنو اسی حدیث شریف کا ملاحظہ فرماؤ جس میں ذکر ہے کہ جناب کو گرفتار کر کے ایک نگران کے ہمراہ کمرہ میں بند کر دیا گیا تھا۔ رات کو فرشتے آئے جناب کو اٹھا کر لے گئے اور نگران کی شکل جناب جیسی بنا کر چلے گئے اور صبح کو اس شخص کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا تھا۔ کیا اس وقت کسی شخص نے ان کو آسمان پر جاتے دیکھا تھا۔ اگر جاتے نہیں دیکھا تو آتے کیسے دیکھ سکتے ہو............۔ جب تک حق تعالیٰ اپنے اس مخفی راز سے کسی کو آشنا نہ کردے کوئی دم نہیں مار سکتا۔ سالہا سال کی تنہائی، بیوی بچوں کی جدائی، پردیس اور ساری عمر کی کمائی برباد کردینے کے بعد قدرت نے اس راز سے آشنا کیا ہے۔ اسی واسطے بندہ اس بات کا دعویدار ہے۔ یہ گنہگار جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانتا ہے، پہچانتا ہے۔ لیکن افسوس غریب ہونے کی وجہ سے وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ وہ ہستی آپ حضرات کے سامنے موجود ہے۔ بعض حضرات تو رات دن اُن کو ملتے ہیں۔ لیکن افسوس پہچان نہیں سکتے۔ وہ علی الاعلان پکار پکار کر کہہ رہی ہیں سیڑھی لاؤ سیڑھی۔ نہیں بلکہ کہہ رہی ہے مَیں لامذہب ہوں میرا کوئی مذہب نہیں۔ یہاں لکڑی کی سیڑھی کام نہیں آئے گی یہاں توحید کی سیڑھی پیش کرو، کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا کر اپنے حبیب کا اُمّتی بنالو۔ اور بعض حضرات پیشگوئی بھی کر چکے ہیں کہ وہ اسلام قبول کر جائے گا۔ دنیا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو وہ کونسی ایسی ہستی ہے، کس مینار پر بیٹھ کر پکار رہی ہے۔ آپ تو سمجھ گئے ہوں گے۔ اگر نہیں تو بندہ بہ بانگ دھل اعلان کرتا ہے کہ وہ ہستی جناب پنڈت جواہر لال نہرو کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ نہرو کسی وقت نہرو تھا اب نہیں۔ نہرو کا تبادلہ ہو چکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کے ہم شکل تھے۔ یہی حق کی آواز ہے اب آپ اُن سے دریافت کر سکتے ہیں۔ ان کو سنا دو۔ یہ پنڈتوں کا چولا اتار کر پھینک دیں۔ یہ راز راز نہیں رہا۔ حق تعالیٰ نے کسی کو اس مخفی راز سے آشنا کر دیا ہے۔ آپ چھپ کر نہیں بیٹھ سکتے۔ علماء اکرام سے کہہ دو اُن کو کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا کر اپنے حبیب کا اُمّتی بنالیں۔ اگر کلمہ پڑھانا اُن کی طاقت سے بعید ہے تو پھر کتنے امام مہدی جیلوں میں بند ہیں دنیا میں موجود ہیں وہ اپنا فرض ادا کریں تاکہ دنیا کی تاریکی دور ہو۔ میرا فرض اتنا ہی تھا کہ مَیں جناب کو آپ کے سامنے کھڑا کردوں۔ اب آپ اپنا فرض ادا کرلیں۔ بالفرض مَیں جھوٹا ثابت ہو جاؤں دنیا جو بھی عبرتناک سزا تجویز کرے ہر طرح بسر و چشم حاضر ہوں۔ والسلام۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔

''شفیق احمد سکنہ ساہواڑی ڈاکخانہ باغبانپورہ لاہور''۔

(نامی پریس لاہور)

❀❀❀❀❀❀

مسجد ''ختم نبوت قادیان''
بیسویں صدی کا فراڈ اعظم

مذہب کے نام پر بھولے بھالے مسلمانوں کے اموال پر ڈاکہ مارنا اور اسی کے ذریعہ شہرت طلبی کا کاروبار احرار پر ختم ہے۔ اور بقول شیفتہ ؎

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

پوری تاریخ احرار اسی احراری مذہب کے سیاہ کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ مثال کے طور پر بیسویں صدی کے فراڈ اعظم کا ذکر کرنا کافی ہوگا۔ یہ فراڈ ہندوستان کے مسلمانوں سے برابر دس سال تک کھیلا گیا۔ اور ''مسجد ختم نبوت قادیان'' کی کاغذی مسجد کے نام پر شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام ہند امرتسر (انڈیا) نے غریب مسلمانوں سے بیشمار چندہ بٹور کر اپنے گھر بھر لئے اور مظلوم مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں کے نرغہ میں ڈال کر اور بھگوڑے بن کر پاکستان میں پناہ لی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ احراری لیڈروں نے تحفظ ختم نبوت کے نام پر شاہ چراغ ولد صابر علی شاہ ساکن قادیان مغلاں سے 14 کنال زمین بذریعہ رجسٹری حاصل کی۔ بعد ازاں مظہر علی اظہر (ناظم ختم نبوت ٹرسٹ قادیان پنجاب) نے بارہ صفحات پر مشتمل پورے ہندوستان میں ایک رسالہ شائع کیا۔

اس رسالہ کے پہلے صفحہ پر مفروضہ ''مسجد ختم نبوت'' کی تصویر شائع کی گئی۔ صفحہ 9 پر غصب شدہ زمین کی عمارت کا وسیع نقشہ دیا گیا جس میں مسجد اور باغیچہ، گدام، مکان رہائشی اور کتب خانہ کے علاوہ اردگرد 34 کمروں کا منصوبہ پیش کیا گیا۔

تمہید میں بتایا گیا کہ:

''یہ خبر اسلامی دنیا میں انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ قادیان میں ایک وسیع قطعہ زمین ختم نبوت ٹرسٹ کے نام سے وقف ہو چکا ہے جس میں ایک عالیشان مسجد کا سنگ بنیاد گزشتہ جمعۃ الوداع کے دن رکھا گیا ہے''۔

اس ٹرسٹ کے مقاصد پر صفحہ 2-3 میں روشنی ڈالتے ہوئے بتایا گیا کہ اس کے ذریعہ ''مسئلہ ختم نبوت اور تبلیغ اسلام کے لئے تبلیغی کالج دینی اور دنیوی تعلیم کے مدرسے، کالج، ہسپتال اور بیوگان مریضوں، بڈھوں، کمزوروں اور ناتوانوں ناداروں کے لئے امدادی ادارے قائم کئے جاویں''۔ (صفحہ2)

نیز ''ہندوستان اور بیرون ہند میں مبلغ بھیجے جائیں''۔ (صفحہ 3)

احرار نے رسالہ کے صفحہ 2 پر ''قادیان میں عظیم الشان اسلامی مسجد'' کے زیر عنوان اپیل کی:

''ہم عاشقان ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لے کر اپنی محبت اور غیرت کا ثبوت دیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس کفر و الحاد کے زمانہ میں دربار رسالت میں اپنی عقیدت کا ثبوت پیش کریں''۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ ''عاشقان ختم نبوت'' نے تو چندوں کی بارش کر دی مگر سنگدل احرار زعماء نے دربار رسالت میں اپنی عقیدت کا صرف اس رنگ میں ثبوت دیا کہ ہندوستان کی تقسیم (اگست 1947ء) تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ختم نبوت کے نام پر لوٹتے رہے۔ ''مسجد ختم نبوت قادیان'' کو اپنی شہرت اور پراپیگنڈہ کا ذریعہ بنائے رکھا اور بالآخر اس کوشش میں کامیاب ہو گئے کہ ''عالیشان'' مسجد اور وقف کی دوسری عالیشان وسیع و عریض عمارت کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا جائے کہ ہندوستان کے مسلمان احرار جیسے ''شمع خلافت کے پروانوں'' کو ان کے اس تعمیری کارنامہ پر دل کھول کر پیسے بھی دیں اور خراج عقیدت بھی پیش کریں مگر ''ختم نبوت ٹرسٹ'' کے نقشے دائمی طور پر خیالی دنیا تک ہی محفوظ رہیں اور ان کی عملی تعمیر زمانہ کی گردش لیل و نہار کی نذر ہو جائے۔

کیا اس زمانہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا یہ محیر العقول معجزہ نہیں کہ کانگرس اور بعض بیرونی استعماری طاقتوں کے بل بوتے پر اٹھنے والے احرار قادیان کی سرزمین سے ہمیشہ کے لئے حرف غلط کی طرح مٹ گئے ہیں۔ اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے دعاوی جو انہوں نے اکتوبر 1934ء کی کانفرنس میں کئے تھے شرمناک حد تک ناکام و نامراد ہو چکے ہیں۔ مفکّر احرار افضل حق نے اپریل 1939ء میں اعلان کیا تھا کہ ''احرار کا وسیع نظام ......دس برس کے اندر اندر اس فتنہ کو ختم کر کے چھوڑے گا''۔

(تاریخ احرار صفحہ 37 ناشر مکتبہ احرار لاہور۔ طبع اوّل مارچ 1944ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے زندہ خدا نے نہ صرف اس احراری منصوبہ کی دھجیاں اڑا دیں اور معاند احمدیت جماعت احمدیہ کے حق میں خدا کی نصرتوں کے پیہم نظارے دیکھ کر دم بخود ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ظہور عَون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سنو اب وقتِ توحیدِ اَتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

❀❀❀❀❀❀

ناخن بڑھانے کے نقصانات

ناخن بڑھانا ایک بہت خطرناک فیشن بنتا جا رہا ہے۔ ناخن بڑھانے کے درج ذیل نقصانات ہیں:

1۔ ناخن بڑھانے سے ہماری بینائی پر منفی اثر پڑتا ہے کیونکہ بڑھتے ہوئے ناخن توانائی لیتے ہیں جس کا اثر سب سے پہلے جسم کے سب سے نازک حصے آنکھوں پر پڑتا ہے۔

2۔ ناخن بڑھانے کے بعد خواتین کا نیل پالش لگانا بہت نقصان دہ ہے کیونکہ ناخنوں کے کناروں سے ہر وقت ایک قسم کا روغن نکلتا ہے جو کہ ناخنوں کو چمکدار اور صاف بناتا ہے۔ نیل پالش ان مساموں کو بند کر دیتی ہے جس سے ناخن بے رونق اور کھردرے ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اس کا نعم البدل مہندی موجود ہے جو اپنے اندر بے شمار فوائد رکھتی ہے۔

3۔ خاتون خانہ جو کہ ناخن بڑھانے کی شوقین بھی ہوں بہت بڑی تباہی کا باعث بن سکتی ہے اور اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی صحت کو بھی تباہ کر ڈالتی ہے کیونکہ آٹا گوندھتے وقت بظاہر صاف نظر آنے والے ناخن سے ہزاروں جراثیم نکل کر آٹے میں شامل ہو جاتے ہیں اور اسی طرح سالن پکاتے وقت بھی جراثیم شامل ہو جاتے ہیں جو بعد میں بدہضمی اور معدے کی لاتعداد بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔

احمدی خواتین کو چاہئے کہ وہ خود بھی ناخن بڑھانے سے گریز کریں اور اپنی بچیوں کو اس سے منع کریں اور ان کو اس کے نقصانات سے آگاہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سب ماؤں کو بچیوں کی صحیح معنوں میں تربیت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان)

❀❀❀❀❀❀